چاند رات کا اجنبی

pklibrary.net

محی الدین نواب کی ایک اور شاندار کہانی

www.pklibrary.net

چاند رات کا اجنبی

ان فریب خوردہ کوّوں کا شرمناک فسانہ جو اپنی
اصلیت پر پردہ ڈال کر ہنس کی چال چلنے لگے تھے۔

pklibrary.com

www.pklibrary.net

بیگم شباب کے مرحوم خاوند کا نام کچھ اور رہا ہو گا مگر وہ شباب دہلوی کے نام سے مشہور تھے۔ انہوں نے مرتے وقت اپنی بیگم کے لئے ایک خوبصورت سی کوٹھی اور چند دکانوں کی معقول آمدنی چھوڑی تھی لیکن جو سب سے خوبصورت چیز وہ چھوڑ گئے تھے، ان کا نام تھا۔ شباب!

وہ اپنے خاوند کے اس نام کو بے حد عزیز رکھتی تھیں، دکانوں سے وصول ہونے والی آمدنی کا ایک بڑا حصہ انہوں نے اس نام کی حفاظت اور سلامتی کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ اسی لئے وہ چالیس برس کی عمر میں بھی پچیس برس کی جوان بیوہ دکھائی دیتی تھیں۔ انہوں نے قسم کھا رکھی تھی کہ چاہے اِدھر کی دنیا اُدھر ہو جائے، وہ پچیس برس سے آگے نہیں بڑھیں گی۔ مرحوم شباب دہلوی کے نام نے انہیں بڑا سہارا دیا تھا۔

صباحت اپنی سہیلی رضوانہ کے ساتھ پہلی بار بیگم شباب کے ہاں آئی تو ڈرائنگ روم میں اس وقت رمی کے لئے تاش کی دو گڈیاں پھینٹی جا رہی تھیں۔ وہاں کئی نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اور دو چار بوڑھے ہنستے بولتے نظر آ رہے تھے۔ رضوانہ ڈرائنگ روم میں داخل ہونے سے پہلے دہلیز پر ٹھٹک گئی اور صباحت کے بازو کو تھام کر سرگوشی کے انداز میں بولی۔

"صابی! میں تو بھول ہی گئی تھی۔ تمہاری عمر کیا ہے؟"

"پچیسواں سال ہے۔"

"مائی گڈ نس! تم کتنی آسانی سے سچی بات کہہ جاتی ہو۔ دیکھو ہر جگہ سچائی سے کام نہیں چلتا۔ آج سے تم سولہ برس کی ہو۔"

صباحت حیرانی سے تقریباً چیخ پڑی۔

"سولہ برس!"

اس کی آواز سن کر ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہوئے افراد نے ان کی جانب دیکھا۔

www.pklibrary.net

بیگم شباب چہک کر بولیں۔

"ہے یو رضوانہ! وہاں کیا کر رہی ہو؟ یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟"

"ایک نئی رنگروٹ ہے۔" رضوانہ نے مسکرا کر جواب دیا۔ "نئے ماحول میں آتے ہوئے ہچکچا رہی ہے۔" بیگم شباب نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ نو۔ وی آر جسٹ فرینڈز ہیئر۔ مجھے معلوم ہوتا تو میں استقبال کے لئے پہلے ہی دروازے پر پہنچ جاتی....."

وہ دروازے کی طرف بڑھنے لگیں۔ رضوانہ صباحت کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہوئی بولی۔

"شبو۔ اس سے ملو۔ یہ میری بڑی پیاری سہیلی صباحت افروز ہے۔"

بیگم شباب نوجوانوں کے حلقہ میں شبو کہلاتی تھیں۔ نام سمٹ کر مختصر ہو جائے تو یوں لگتا ہے جیسے عمر بھی کم ہو گئی ہے۔ لڑکے یا لڑکیاں انہیں شبو کہہ کر مخاطب کرتیں تو وہ بلاشبہ خود کو ان کی ہم عمر سہیلی اور ہمجولی سمجھ کر خوش ہو جایا کرتی تھیں۔ اس وقت بھی انہوں نے خوش ہو کر صباحت سے مصافحہ کرتے ہوئے رضوانہ سے کہا۔

"تمہاری سہیلی واقعی پیاری پیاری سی گڑیا لگتی ہے۔ ایسی نازک سی گڑیا کہ صباحت نہیں صبیحہ کہنا چاہئے یا پھر اس سے بھی مختصر ہلکا پھلکا سا نام ہونا چاہئے۔ ایزیو نو' نام مختصر ہو تو مخاطب کرتے وقت کافی وقت کی بچت ہوتی ہے۔ کسی بھی معاملے میں بچت کرنا ہم عورتوں کا اولین فرض ہے۔"

صباحت نے مسکرا کر کہا۔

"آپ مجھے صابی یا صبو کہہ لیں۔ مجھے اعتراض نہ ہو گا بلکہ خوشی ہو گی۔ اگر میرے نام کی ادائیگی سے وقت کی بچت ہو جائے۔"

بیگم شباب نے انگلی اٹھا کر تنبیہہ کے انداز میں کہا۔

"تم مجھے آپ نہ کہو۔ یہاں ہم سب کی عمر ایک ہے۔ حیثیت ایک ہے اور مزاج ایک ہے۔ لہٰذا یہاں "آپ" والا تکلف گراں گذرتا ہے۔ وی ہیو ٹو بی فری اینڈ فرینک۔ تم یہاں ہم سب کو تم کہہ کر مخاطب کر سکتی ہو۔ یو فولومی؟"

"جی ہاں!" صباحت بدستور مسکرا کر بولی۔ "مجھے تم سے مل کر بے حد خوشی ہو رہی ہے لیکن یہ دیکھ کر افسوس بھی ہو رہا ہے کہ تم جوانی میں بیوہ ہو گئی ہو۔"

www.pklibrary.net

صباحت یہ آخری فقرہ رضوانہ سے سیکھ کر آئی تھی۔ بیگم شباب پر اس فقرہ کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ وہ ایک سرد آہ بھر کر ڈرامائی انداز میں بولی۔ "آہ میرے نصیب! میں نہیں جانتی تھی کہ سہاگن کیا ہوتی ہے۔ ایک ذرا دیر کو سہاگ کا سپنا دیکھا تھا، جب آنکھ کھلی تو میں بیوہ ہو چکی تھی۔ اللہ کا شکر ہے کہ کوئی اولاد نہ ہوئی۔ ورنہ لوگ مجھے بوڑھی سمجھنے لگتے۔"

رضوانہ نے ان کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی۔

"تمہیں بوڑھی کہنے والا عقل کا اندھا ہوگا۔ ویسے کہنے والوں کی زبان کون پکڑتا ہے۔ اب یہی دیکھو نا۔ پرانے زمانے کی بوڑھیاں اپنی صباحت کو دیکھ کر کہتی ہیں کہ اس کی عمر کچھ زیادہ ہوگئی ہے۔ حالانکہ بیچاری سولہ سال کی ہے....."

"ہے ہاؤ سویٹ۔ سویٹ سکسٹین!" چند لڑکے یوں قریب آنے لگے جیسے مٹھاس پر مکھیاں آتی ہیں۔

"میٹھا برس ہے!" ایک بوڑھے نے مسکرا کر کہا۔

صباحت اس جھوٹ پر کچھ نروس ہوگئی تھی کہ شاید لوگ اس کا مذاق اڑا رہے ہیں پھر اسے یقین ہوگیا کہ سب ہی سنجیدہ ہیں۔ پوری سچائی سے وہ تعریفیں کر رہے ہیں اور اسے میٹھی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ وہ کچھ مسکراتی، کچھ شرماتی اور اتنی ساری نظروں سے بچنے کے لئے ذرا سمٹ کر رضوانہ کے قریب ہوگئی۔ رضوانہ نے کہا۔

"اس کے ڈیڈی امریکہ میں ہیں اور بڑا بھائی مسقط میں الیکٹریکل انجینئر ہے۔ یہ بھی کچھ عرصے کے بعد یہ ملک چھوڑ دے گی۔ ابھی کنفرم نہیں ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ اسے ہماری سوسائٹی سے اتنی دلچسپی پیدا ہو جائے کہ یہ ملک سے باہر جانے کا خیال چھوڑ دے اسی لئے میں اسے یہاں لے آئی ہوں۔"

"تم نے بہت اچھا کیا۔" بیگم شباب نے کہا۔ "ہم صباحت کا دل جیتنے کی کوشش کریں گے۔"

"ہاں۔ اگر صباحت نے دل تک پہنچنے کا موقعہ دیا تو....." ایک نوجوان نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

صباحت نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو وہ بھی بڑی اپنائیت سے اسے مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔ وہ جھینپ کر دوسری جانب دیکھنے لگی بیگم شباب نے کہا۔

www.pklibrary.net

"صباحت اس سے ملو۔ یہ فرید کامرانی ہے۔ بہت شریر ہے۔ یہ اس شہر کے ہر دولتمند کی تجوری کا راز جانتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھو کہ انکم ٹیکس کے محکمے میں انسپکٹر ہے۔ کچھ لڑکیوں کا خیال ہے کہ یہ صرف آہنی تجوریوں کو دیکھتا ہے۔ کسی کے دل کی تجوری میں جھانکنا نہیں جانتا۔ اسے کون بتائے کہ وہاں عورت کی محبت کا کتنا خزانہ چھپا ہوتا ہے۔"

"تم ٹھیک کہتی ہو شبو!" فرید نے کہا۔ "میری کمزوری یہ ہے کہ میں بہت سی باتیں بھول جاتا ہوں۔ اب یہی دیکھو ناں۔ جب سے صباحت آئی ہیں میں یہی سوچ رہا ہوں کہ انہیں پہلے بھی کہیں دیکھ چکا ہوں۔ اتنی دیر تک سوچنے کے بعد اب یاد آیا کہ میں نے انہیں کہاں دیکھا؟"

"آں!" صباحت نے بے اختیار پوچھا۔ "کہاں دیکھا ہے؟"

وہ ذرا آگے کو جھک کر بولا۔

"یہ سب کے سامنے کہنے کی بات نہیں ہے۔"

تمام لڑکیوں کے کان کھڑے ہو گئے۔

"کہاں دیکھا ہے۔ بتاؤ؟" ایک لڑکی نے پوچھا۔

"یہاں رازداری منع ہے۔" بیگم شباب نے کہا۔ "چلو جلدی بتاؤ کہاں دیکھا ہے؟"

"شبو!" فرید نے کہا۔ "صباحت پہلی بار یہاں آئی ہیں میں انہیں پریشان نہیں کرنا چاہتا میں نے انہیں ایسی جگہ دیکھا ہے کہ....."

اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔ سننے والوں کا تجسس اور بڑھ گیا۔ صباحت پر گھبراہٹ طاری ہونے لگی کہ نہ جانے اس کمبخت نے اسے کہاں دیکھا لیا ہے؟ وہ جس اونچی سطح پر کھڑی ہے اگر فرید نے اس سطح سے نیچے اسے دیکھا ہے تو سب کے سامنے بڑی سبکی ہوگی۔

رضوانہ نے جھپٹ کر فرید کا بازو پکڑ لیا اور اسے جھنجھوڑتی ہوئی بولی

"یہ تمہاری بہت بری عادت ہے۔ ہمیشہ بات ادھوری چھوڑ کر لڑکیوں کو اختلاج میں مبتلا کر دیتے ہو۔ بتاؤ کیا تم نے میری سہیلی کو کہیں چوری کرتے دیکھا ہے؟"

"توبہ توبہ!" اس نے اپنے گال پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ "میں اور صباحت کو

www.pklibrary.net

چور کہوں؟ توبہ توبہ میں تو خود صباحت کے ساتھ وہاں موجود تھا۔"

"یہ جھوٹ ہے۔" صباحت چیخ پڑی۔ "میں نے آج سے پہلے تمہیں کبھی نہیں دیکھا ہے۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے" فرید نے کہا۔ "یاد کرو۔ کچھ عرصے پہلے ہم شاداب پہاڑیوں کے دامن میں تھے۔ ہمارے سامنے ایک پہاڑی کی بلندی پر ایک نہایت ہی شاندر محل نما کوٹھی تھی۔"

صباحت اسے حیرانی سے دیکھ رہی تھی اور وہ بلندی کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہہ رہا تھا۔

"ہم اس کوٹھی تک پہنچنے کے لئے اونچائی پر چڑھ رہے تھے اور راستہ نہایت ہی دشوار گذار تھا۔ ہم ابھری ہوئی چٹانوں پر قدم جما کر اوپر اور اوپر جانے کی جدوجہد کر رہے تھے۔ ایک بار تمہارا پاؤں پھسل گیا لیکن میں نے تمہیں تھام لیا۔

"ہر انسان اونچی منزل کی طرف اڑنا چاہتا ہے۔ میں نے تمہیں سمجھایا کہ ہم جس مقام پر ہیں، ہمیں وہیں اپنی جنت بنا لینا چاہئے۔ زیادہ اونچائی پر ہمیشہ گرنے کا خطرہ رہتا ہے۔ مگر تم ضد کر رہی تھیں اور میں تمہاری ضد سے مجبور ہو کر تمہارا ساتھ دے رہا تھا۔

"پھر اچانک ہی ہم دونوں کے قدم ایک ساتھ ڈگمگا گئے اور ہم بلندی سے لڑھکتے ہوئے نیچے گہری کھائی میں چلے گئے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی....."

اس کا آخری فقرہ سنتے ہی قہقہوں کا طوفان آگیا۔ مردوں کے بے ہنگم قہقہوں میں عورتوں کی سریلی ہنسی گڈمڈ ہونے لگی۔ صباحت اطمینان کی گہری سانس لے کر فرید کو احسان مندی سے دیکھ رہی تھی۔ اس شریر نے اس کے دماغ پر ایک انجانا سا بوجھ لاد کر خود ہی اسے اتار پھینکا تھا۔ اس نے ذرا قریب ہو کر پوچھا۔

"صباحت! میرے خوابوں کی سرزمین کیسی تھی؟"

"میں کیا جانوں؟" وہ جھینپ کر بولی۔ "میں ایسی جگہ کبھی نہیں جاتی۔"

"میں بتاؤں؟ تمہیں نیند میں چلنے کی عادت ہے۔ تم اسی طرح چلتے چلتے میرے خواب میں آگئی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ تم وہاں آکر بھی اس جگہ سے انجان ہو۔"

"اوہ!" صباحت کو اچانک احساس ہوا کہ فرید مذاق ہی مذاق میں رومانی طرز کی گفتگو کر رہا ہے۔ بھلا یہ بھی کوئی بات ہے۔ اتنی جلدی بے تکلف ہونا سراسر حماقت

www.pklibrary.net

ہے۔ وہ فرید سے کترا کر آگے بڑھ گئی..... رضوانہ آتشدان کے قریب چلی گئی تھی اور وہاں ایک نوجوان سے باتیں کر رہی تھی۔ اس نے صباحت کو اپنی طرف آتے دیکھ کر کہا۔

"وہاں ٹرالی پر کافی کی پیالیاں رکھی ہیں۔ بہترین کافی ہے۔ ذرا ایک چسکی لے کر دیکھو۔"

وہ ٹرالی کی طرف مڑ گئی۔ ایک لڑکی نے پیالی اٹھا کر اس کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میرا نام فہمیدہ ہے۔ تم مجھے بہت اچھی لگی ہو۔ تم سے دوستی کرنے کو جی چاہتا ہے۔"

"شکریہ!" صباحت نے پیالی لیتے ہوئے کہا۔ "تم بھی بہت اچھی ہو تمہاری سہیلی بن کر مجھے خوشی ہوگی۔"

وہ پیالی کو ہونٹوں سے لگا کر چسکیاں لیتی ہوئی فہمیدہ کو دیکھنے لگی۔ وہ دیکھنے میں واقعی اچھی تھی۔ اسمارٹ تل کے سوٹ میں خوب جچ رہی تھی۔ ناک نقشہ بھی ایسا تھا کہ نگاہوں کو پکار لیتی تھی۔ اس کے مسکرانے کے انداز میں بڑی کشش تھی مگر آنکھوں میں زندہ مسرتوں کی چمک نہیں تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ کہیں سے یہ مسرتیں مانگ کر لائی ہے اور یہاں سے واپس جاتے ہی وہ مانگی ہوئی چیزیں لوٹا دے گی۔

اسی وقت بیگم شباب نے دونوں ہاتھ اٹھا کر تمام لوگوں کو مخاطب کیا۔

"لسن ٹو می۔ اب ہمیں پروگرام بدلنا چاہئے۔ تاش کا کھیل بعد میں ہوگا۔ باہر چاند نکل آیا ہے۔ باغ کی ہریالی میں چاندنی چٹک رہی ہے۔ پھولوں کے چہرے روشن ہوگئے ہیں۔ اب وہاں ہم بھی ایک دوسرے کے چہروں کو پہچان سکیں گے۔ کیا خیال ہے؟ اسٹرینجران دی مون لائٹ کا پروگرام شروع کیا جائے؟"

"یس۔ آف کورس!" ایک نے کہا۔

"اٹ ہیز ٹو اسٹارٹ ان نو ٹائم!" دوسرے نے خوشی کا اظہار کیا۔

"ہاں پہلے یہی پروگرام ہونا چاہئے۔" ایک نوجوان نے کہا۔ "ورنہ رات زیادہ ہوگی تو سردی بڑھتی جائے گی۔ میری طبیعت ناساز ہے۔ ایسا نہ ہو کہ مجھے زکام ہو جائے۔"

www.pklibrary.net

ایک بوڑھے نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"یہ آج کل کے نوجوان ہیں۔ بھئی چاندنی رات میں کوئی حسین ساتھی مل جائے تو مجھے کبھی زکام نہیں ہوتا۔ یہ پروگرام بھی شروع ہونا چاہئے۔"

وہ سب ہنستے بولتے باہر جانے لگے۔ فہمیدہ نے کہا۔

"تم کافی پی کر باہر آؤ۔ میں ذرا نعیم سے ملنے جارہی ہوں۔"

وہ دوسروں کے پیچھے چلی گئی۔ صباحت اس پروگرام کے متعلق اس سے کچھ نہ پوچھ سکی۔ رضوانہ اس کے پاس آئی تو اس نے پوچھا۔

"یہ اسٹرینجران دی مون لائٹ کیا بلا ہے؟"

"بلا نہیں ایک دلچسپ تفریح ہے چاندنی رات میں ہم تمام لڑکیاں باغیچے کی سیر کرتی ہیں لیکن ایک دوسرے سے الگ الگ۔ بلکہ دور دور رہتی ہیں پھر ایسے وقت کوئی اجنبی ہمارے پاس آجاتا ہے۔"

صباحت نے حیرانی سے اور کچھ ناگواری سے کہا۔

"توبہ توبہ یہ بھی کوئی تفریح ہے وہ اجنبی کون ہیں جو ان لڑکیوں سے ملنے چلے آتے ہیں؟"

"اسی حلقہ کے نوجوان اور بوڑھے ہیں جنہیں تم ابھی دیکھ چکی ہو۔ یہاں اجنبی سے مراد وہ شخص ہے جس کی توقع ہم تنہائی میں نہیں کرتیں جس کے متعلق ہم کبھی نہیں سوچتیں کہ وہ ہمارے پاس آئے گا۔ مگر وہ آجاتا ہے۔ اب سوچو کہ ایسے میں ہمارے درمیان کتنی اجنبیت ہوگی۔ ہم اخلاقاً اس سے باتیں کرنے پر مجبور ہوجائیں گے۔ اس طرح ہمیں اخلاقی تربیت حاصل ہوتی ہے۔"

"مجھے نہیں چاہئے ایسی تربیت۔" صباحت نے کہا۔ "میں کسی اجنبی سے نہیں ملوں گی۔"

"یہ کیا کہتی ہو۔ اگر تم نے انکار کیا تو میری سبکی ہوگی۔ یہ لوگ کہیں گے کہ میں کسی بیک ورڈ لڑکی کو یہاں لے آئی ہوں۔ تمہیں اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔ اس تفریح میں کوئی برائی نہیں ہے۔ ہم ایک دوسرے سے دور رہتی ہیں پھر بھی چاندنی میں دور دور تک دوسرے ہمیں دیکھ سکتے ہیں۔ یہاں تنہائی کا مقصد ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے پارٹنر بدل جائیں۔ ایسے پارٹنر سے ضروری نہیں ہے کہ پیار و محبت کی باتیں کی

www.pklibrary.net

جائیں۔ اور بھی زندگی کے مسائل ہوتے ہیں جو باہمی تعاون سے حل ہو سکتے ہیں۔ اس تفریح کے پس پردہ بہت سے تعمیری مقاصد ہیں۔ تم کافی ختم کر کے آؤ میں باہر جا رہی ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ تم اس تفریح میں ضرور دلچسپی لو گی۔ زندگی تاش کا ایک کھیل ہے دیکھو کہ تمہارے ہاتھ میں کون سا پتا آتا ہے۔ دیکھو کہ تمہارے راستے میں کیسا اجنبی آتا ہے....."

یہ کہہ کر وہ ڈرائنگ روم سے جانے لگی۔

چاند رات کا اجنبی!

صباحت کافی کی پیالی کو تکنے لگی۔ اس کی نگاہیں کہیں تھیں اور خیال کہیں تھا۔ اسٹریچران دی مون لائٹ بڑی رومانٹک تفریح لگ رہی تھی۔ کسی اجنبی کے ذکر سے طبیعت آپ ہی آپ یوں لہرا جاتی ہے جیسے خیالوں کی پُرسکون جھیل میں کوئی کنکر آگرا ہو۔ صباحت کی بھی کچھ یہی کیفیت تھی وہ اس انوکھی تفریح میں حصہ نہیں لینا چاہتی تھی لیکن دل میں چھپی ہوئی کوئی آرزو اسے سمجھا رہی تھی کہ اسے چاند رات میں باغیچے کی سیر ضروری کرنی چاہئے۔

اس نے چاروں طرف دیکھا۔ ڈرائنگ روم خالی تھا۔ سب جا چکے تھے اور وہ تنہا رہ گئی تھی۔ وہ پیالی کو ٹرالی پر رکھ کر کھڑکی کی جانب آہستہ آہستہ بڑھنے لگی۔ باہر جانے سے پہلے وہ باہر کا منظر دیکھنا چاہتی تھی کہ اجنبی جوڑے کس طرح رات کی چاندنی کا لطف اٹھا رہے ہیں۔

بقول بیگم شباب' باہر چاند نکل آیا تھا۔ باغ کی ہریالی میں چاندنی چٹک رہی تھی اور پھولوں کے چہرے روشن ہو گئے تھے۔ دو جوڑے مختلف سمتوں میں نظر آ رہے تھے۔ دور سے ان کے چہرے واضح نہیں تھے لیکن قیاس آرائی سے پتہ چل جاتا تھا کہ وہ کون ہو سکتے ہیں۔ وہ سب ایک دوسرے کی نظروں میں رہ کر بھی تنہا تھے۔ وہاں بے حیا تنہائی کا تصور تک نہ تھا۔

صباحت کو صرف دو ہی جوڑے نظر آئے لیکن وہ سمجھ گئی کہ باقی جوڑے کوٹھی کے دائیں بائیں بھٹک رہے ہوں گے اور کچھ پائیں باغ میں بھی چہل قدمی کر رہے ہوں گے۔ اتنے میں ایک طرف سے بیگم شباب آتی ہوئی دکھائی دیں۔ صباحت جلدی سے کھڑکی کے پردے کے پیچھے ہو گئی۔ ان کی دھیمی سی آواز سنائی دی۔

www.pklibrary.net

"نعیم! ذرا ٹھہرو۔ تم شاید فہمیدہ کو تلاش کر رہے ہو؟"
کھڑکی کے قریب ہی نعیم کی آواز آئی۔
"جی ہاں!"
"اور فہمیدہ بھی تمہارا انتظار کر رہی ہو گی۔" بیگم شباب نے کہا۔ "لیکن یہ تفریح چاندنی رات کے کسی اجنبی کے لئے ہے۔ وہاں تمہیں نہیں بلکہ فہمیدہ کی توقع کے خلاف کسی اجنبی کو پہنچنا چاہئے۔ اسے کسی اجنبی سے ملنے دو اور تم اپنے مستقبل کی فکر کرو۔ تمہارا آج اور کل شاندار نہیں ہو گا تو اس سوسائٹی میں تمہیں کوئی نہیں پوچھے گا۔"
تھوڑی دیر کے لئے خاموشی چھا گئی۔ پھر صباحت نے نعیم کی شکست خوردہ آواز سنی۔
"تم ٹھیک کہتی ہو۔ میں دولت کمانے کا خواب دیکھتا ہوں مگر خواب کی تعبیر تک نہیں پہنچ پاتا۔"
"کراچی بڑا ہی بندہ پرور شہر ہے۔" بیگم شباب نے کہا۔ "یہاں ایک پڑوسی دوسرے پڑوسی کے متعلق نہیں جانتا کہ وہ کون ہے؟ کیا کرتا ہے؟ اور کتنا کماتا ہے؟ یہاں کسی کو اتنا وقت نہیں ملتا کہ وہ اپنے پڑوسی سے اس کا نام معلوم کر سکے۔ یہاں انسان بڑی آسانی سے اپنی غریبی کو چھپا لیتا ہے۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میں تمہارے متعلق بھی کچھ نہیں جانتی تھی۔ پچھلی چاند رات کو تم نے خود ہی اگل دیا تھا کہ تمہاری آمدنی دو ہزار روپے نہیں بلکہ پانچ سو روپے ماہوار ہے۔"
"ہاں۔ بہت مجبور ہو کر میں نے بتایا ہے کہ میری تنخواہ بہت کم ہے۔ گذارہ نہیں ہوتا۔ میں روکھی سوکھی کھا کر رہ سکتا ہوں۔ اس لئے کہ گھر کی چار دیواری میں کوئی جھانکنے نہیں آتا کہ ہم کیا کھا رہے ہیں؟ مگر ہم کیا پہن رہے ہیں یہ سب دیکھتے ہیں۔
"میں نہیں چاہتا کہ کوئی مجھے نیچی نظر سے دیکھے۔ لوگوں کی نظر میں اونچا رہنے کے لئے اونچی باتیں کرنی پڑتی ہیں۔ تم جیسے اونچے لوگوں کے ساتھ رہنے کے لئے مہنگے کپڑے پہننے پڑتے ہیں۔ مہنگا سگریٹ پینا پڑتا ہے اور یہ پانچسو روپے سے پورا نہیں ہوتا۔ اپنی حیثیت کو بلند کرنے کے لئے میں آئے دن قرض کے بوجھ تلے دبتا جا رہا ہوں۔ میں نے تمہارے سامنے اپنی کمزوری اس لئے بیان کی ہے کہ تم کافی اثر و رسوخ

www.pklibrary.net

والی ہو۔ میرے لئے مزید آمدنی کا کوئی ذریعہ بنا سکتی ہو۔"

"ہاں تمہارے لئے میں بہت کچھ کر سکتی ہوں۔ تمہیں اپنے برابر لا کر کھڑا کر سکتی ہوں۔ تم فہمیدہ کو بھول جاؤ۔"

"یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

"تم چاہو تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔ فہمیدہ کی محبت صرف جوانی کا نشہ ہے۔ احمق لوگ ایسی محبت کرتے ہیں۔ سمجھدار انسان اُدھر جاتے ہیں جدھر دولت ملتی ہے۔ دولت' جو بڑھاپے تک ساتھ دیتی ہے اور سوسائٹی میں ہمیشہ ہمارا سر اونچا رکھتی ہے۔ تمہیں فہمیدہ کو بھول کر میرے متعلق سوچنا چاہئے۔ مجھے اپنی دکانوں سے ہر ماہ دس ہزار روپے ملتے ہیں۔ یہ روپے ہم دونوں کے لئے ضرورت سے زیادہ ہیں۔ تم ایک سے ایک عمدہ سوٹ پہنو گے کاروں میں تفریح کرو گے اور اس کوٹھی کے مالک کہلاؤ گے....."

صباحت بڑی حیرانی سے بیگم شباب کی باتیں سن رہی تھی۔ رضوانہ نے اسے بتایا کہ بیگم شباب تقریباً چالیس برس کی ہے لیکن خود کو پچیس برس کی جوان عورت ظاہر کرتی ہے۔ اور اب صباحت پردے کے پیچھے سے سن رہی تھی کہ وہ ایک نوجوان کو اپنی طرف مائل کر رہی تھی۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ نعیم پر احسان کر رہی ہے۔ اسے پستی سے اٹھا کر بلندی کی طرف لے جانا چاہتی ہے۔ دوسروں کو فائدہ پہنچانے سے پہلے اپنا فائدہ ہر انسان دیکھتا ہے۔ وہ ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق نعیم کے کام آ رہی ہے۔

صباحت نے اس کی آواز سنی۔ وہ کہہ رہی تھی۔

"فہمیدہ حاسد لڑکی ہے۔ ایک بار کسی سے کہہ رہی تھی کہ میری عمر زیادہ ہے۔ وہ مجھ سے جلتی ہے۔ محض اس لئے کہ میں تمہارا مستقبل سنوارنا چاہتی ہوں۔ تم میرے مرحوم خاوند کی ڈائری پڑھو گے تو تمہیں پتہ چلے گا کہ میں کتنی کم عمری میں بیوہ ہو گئی تھی۔ آہ! اب یہ پہاڑ جیسی زندگی کس کے سہارے گزاروں گی۔ میں نہیں جانتی کہ سہاگن کیا ہوتی ہے۔ میں نے ذرا دیر سہاگ کا سپنا دیکھا تھا۔ جب آنکھ کھلی تو بیوہ ہو چکی تھی....."

وہ ریکارڈ کی طرح بول رہی تھی اور نعیم خاموش تھا۔ صباحت انتظار کرتی رہی

www.pklibrary.net

کہ شاید وہ کوئی جواب دے گا مگر وہ ایسے خاموش تھا جیسے بیگم شباب کی پیشکش پر سنجیدگی سے غور کر رہا ہو۔

صباحت کھڑکی کے پاس سے ہٹ گئی اور دبے قدموں سے چلتی ہوئی دروازے پر آگئی۔ باہر برآمدے میں کرسمس ٹری کے پاس ایک نوجوان جوڑا مصروفِ گفتگو تھا۔ لڑکی صباحت کو دیکھ کر مسکرائی۔ صباحت بھی جواباً مسکراتی ہوئی وہاں سے گذر گئی۔

باغیچے کی کھلی فضا میں پہنچ کر وہ الجھن میں پڑ گئی کہ کہاں جائے؟ دور دور تک لڑکے اور لڑکیاں ٹہل رہے تھے۔ یا کسی درخت کے سائے میں کھڑے تھے یا کسی پتھر کی نشست پر بیٹھے ہوئے تھے۔ بڑا ہی رومان پرور ماحول تھا۔ ایسے ماحول میں کسی کے قریب سے ہو کر گذرنا معیوب سی بات تھی۔ مگر تنہا کھڑے رہنے میں بھی ایک قباحت تھی۔ دیکھنے والے یہی سمجھتے تھے کہ اسے کسی اجنبی نوجوان نے لفٹ نہیں دی ہے۔ یہ بڑی توہین آمیز بات تھی حالانکہ وہ کسی توجہ کی محتاج نہیں تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ کوئی اس کے قریب آئے..... اور یہ بھی نہیں چاہتی تھی کہ کوئی اسے معمولی لڑکی سمجھے۔ ایسی لڑکی جس کے قریب کوئی بھی جانا پسند نہیں کرتا۔ عجیب الجھن تھی۔ نہ جائے رفتن' نہ پائے ماندن والی بات تھی۔

اس نے سوچا کہ وہاں پتھر کے مجسمہ کی طرح خاموش کھڑے رہنا حماقت ہے اسے پائیں باغ میں جانا چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں کوئی نہ ہو۔ وہ کوٹھی کے دائیں طرف سے گذرنے لگی۔ گھاس کے ایک قطعہ میں قد آدم جھاڑیاں ایک دائرے کی صورت میں تراشی ہوئی تھیں۔ ان جھاڑیوں کے پیچھے سے فہمیدہ کا نام سن کر صباحت ٹھٹک گئی اور کان لگا کر سننے لگی کوئی کہہ رہا تھا۔

"فہمیدہ! تم میرے بڑھاپے کو نہ دیکھو۔ میں تمہیں اتنی بلندی پر پہنچادوں گا۔ اتنی بلندی پر کہ نعیم تمہیں سر اٹھا کر دیکھے گا تو اس کی گردن ٹیڑھی ہو جائے گی۔

"دیکھو' تم اخباروں میں لکھتی ہو۔ تمہیں ہر ماہ پانچ چھ سو روپے مل جاتے ہیں۔ میں ایک ننھے سے چیک پر لکھتا ہوں تو مجھے لاکھ دو لاکھ اور دس لاکھ روپے ملتے ہیں۔ بولو کس کا قلم بھاری ہے؟"

فہمیدہ کی شکست خوردہ آواز سنائی دی۔

"تم ٹھیک کہتے ہو غفار سیٹھ! یہ ہمارے والدین کی غلطی ہے کہ انہوں نے بچپن

www.pklibrary.net

ہی سے ہمیں چیک پر لکھنے کی اہمیت نہیں سمجھائی۔ جوانی میں ادب اور آرٹ سے دلچسپی لی تو دل میں محبت اور اس کی لطافت کا احساس پیدا ہو گیا۔ میں نے نعیم کو پسند کیا اور نعیم نے مجھے۔ ہمارے ماں باپ نے ہماری منگنی کر دی۔ یہ منگنی یا شادی ایک حماقت ہے۔ شادی کے بعد عورت میں وہ جاذبیت نہیں رہتی جو بیگم شباب اور رضوانہ جیسی اونچے طبقے کی عورتوں میں ہوتی ہے۔ ہم جیسی عورتیں محدود آمدنی میں چولہا ہانڈی سنبھالتے سنبھالتے اپنے حسن و صحت کو بھی چولہے میں جھونک دیتی ہیں۔

"میں نے نعیم سے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ میں غیر شادی شدہ کہلانا پسند کرتی ہوں۔ میرے پاس دولت نہیں ہے۔ پھر بھی میں اپنی عزت اور اپنا مقام بنا سکتی ہوں کیونکہ میں ایک اچھوتی اور بن بیاہی لڑکی ہوں۔ ہائی سوسائٹی میں ایسی لڑکی جوان پٹھڈ ہو' وہ ہمیشہ گفتگو کا موضوع اور توجہ کا مرکز بنی رہتی ہے۔ میں نے غلط تو نہیں کہا؟ تم غفار سیٹھ میری یہی خاصیت دیکھ کر مجھ سے شادی کی درخواست کر رہے ہو۔"

"ہاں!" غفار سیٹھ کی آواز آئی۔ "میں جوہری ہوں اور ہیرے کی اچھوتی چمک کو پہچانتا ہوں۔ تم میری بات پر غور کرو۔ تم کہو گی تو تمہارے لئے ایک نیا اخبار جاری کر دوں گا۔ تمہارے نام سے ایک کوٹھی خریدوں گا اور نکاح کے وقت تمہیں مہر کی رقم ایک لاکھ روپے نقد ادا کروں گا اور بولو کیا مانگو ہو....."

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ پھر غفار سیٹھ نے فخر سے کہا۔

"اور کیا مانگو گی؟ دعا مانگو گی تب بھی اتنا نہیں ملے گا' جتنا میں تمہیں دے رہا ہوں۔

"ایک لاکھ روپے مہر کی اتنی بڑی رقم نعیم جیسا آدمی تمہیں نہیں دے سکے گا۔

"ایک اپنی کوٹھی۔ نعیم کے پاس رہنے کے لئے اپنی ایک جھگی بھی نہیں ہو گی۔

"اپنا ذاتی اخبار۔ اس اخبار کے دفتر میں تم نعیم کو ملازم رکھ سکتی ہو....."

وہ کہہ رہا تھا' یہ سن رہی تھی۔

چاند روشن تھا۔ مگر دلوں میں تاریکیاں تھیں۔ چاندنی ہر سو پھیلی ہوئی تھی لیکن راستہ کسی کو سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ صباحت اب اس ماحول کو اچھی طرح سمجھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ آج کا ہر انسان خود کو اپنی سطح سے بلند ظاہر کرتا ہے۔ ہر جگہ یہی بدعت چلی ہے۔ خود نمائی کا جذبہ شدید ہو گیا ہے۔ جن کی آمدنی دو چار سو روپے

www.pklibrary.net

ماہوار ہے وہ بھی ریڈیو اور ٹی وی قسطوں پر اٹھالاتے ہیں۔ تاکہ گانے بجانے کی آواز سن کر پڑوسیوں کو یقین ہو جائے کہ وہ خوش حال ہیں اور سماجی حیثیت میں ان کے برابر ہیں۔

وہ تھوڑی دیر تک وہاں کھڑی رہی اسے یقین تھا کہ فہمیدہ اس بوڑھے کی پیشکش کو ٹھکرا دے گی اور نعیم کی محبت کو گلے لگانے کی بات کرے گی لیکن اس کی آواز دوبارہ نہیں ابھری۔ وہ محبت اور دولت کے دوراہے پر کھڑی تھی' شاید اتنی جلدی فیصلہ نہیں کر سکتی تھی۔

صباحت چپ چاپ وہاں سے آگے بڑھ گئی۔ پائیں باغ میں پہنچتے ہی فرید کامرانی سے سامنا ہو گیا اس نے مسکرا کر کہا۔

"تم اکیلی ہو۔ رضوانہ نے مشورہ دیا کہ مجھے تمہارے ساتھ ہونا چاہئے ویسے میں بھی یہی چاہتا تھا اسی لئے یہاں چلا آیا۔"

"رضوانہ کہاں ہے؟"

"اوں ہوں!" فرید نے کہا۔ "میں تمہارے پاس آیا ہوں پہلے تم رسمی طور پر یہ کہو کہ فرید تمہارے آنے سے مجھے بے حد خوشی ہو رہی ہے۔ یا میری تنہائیوں کو دور کرنے والے اجنبی تیرا شکریہ....."

"شکریہ!" وہ ہنستی ہوئی بولی۔ "یہ تفریح بڑی عجیب ہے اور دلچسپ ہے۔ یہ کس کے ذہن کی پیداوار ہے؟"

"یہ تفریح کسی ایک کے ذہن سے نہیں نکلی۔ اگر اس پر غور کیا جائے تو یہ محض تفریح نہیں ہمارے معاشرے کی اٹل سچائی ہے۔ ہم محض چاند رات کے اجنبی نہیں ہیں ہم سب زندگی کے ہر موڑ پر اجنبیوں کی طرح ملتے ہیں۔ تم میرا نام جانتی ہو۔ میرا چہرہ پہچانتی ہو لیکن میں نے اپنے اندر جس فرید کو چھپا رکھا ہے وہ تمہارے لئے ہمیشہ اجنبی رہے گا۔ اسی طرح تمہارے اندر چھپی ہوئی صباحت مجھے کبھی نظر نہیں آئے گی۔"

"مم۔ میں کچھ چھپانے کی عادی نہیں ہوں۔" وہ ہچکچاتی ہوئی بولی۔ "چھپاتے وہ ہیں جو مالی حیثیت سے کمزور ہوتے ہیں اور اونچی سوسائٹی کے لوگوں میں بیٹھنے کے قابل نہیں ہوتے۔ تم مجھے اپنی طرح کیوں سمجھ رہے ہو؟"

www.pklibrary.net

اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو ایک بات کہی تھی۔ تم برا مان گئیں۔ بھئی میں تسلیم کرتا ہوں کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں اور میں بھی کوئی گیا گزرا آدمی نہیں ہوں۔ میری آمدنی اتنی معقول اور حیثیت اتنی مستحکم ہے کہ اگلے سال میں اپنی ذاتی کوٹھی بنوانا شروع کردوں گا۔"

کوٹھی کے ذکر پر صباحت کو فرید کا وہ خواب یاد آگیا۔ اس نے ازراہ مذاق کہا تھا کہ خواب میں پہاڑی کی بلندی پر ایک کوٹھی نظر آرہی ہے اور فرید اور وہ اس کوٹھی تک پہنچنے کے لئے پہاڑی کی دشوار گذار بلندی کو طے کررہے تھے۔ وہ خواب تھا' صرف فرید اور صباحت کا نہیں' ہر امیر و غریب کا خواب تھا۔ جب تک ایک شاندار کوٹھی نہ ہو گھریلو جنت کا تصور مکمل نہیں ہوتا۔

صباحت نے بڑی خاموشی اور ٹٹولتی ہوئی نظروں سے فرید کو دیکھا۔ اس کا لباس' اس کی شخصیت اور اس کے کھڑے ہونے کا پُروقار انداز بتا رہا تھا کہ اگلے سال اس کی کوٹھی ضرور تعمیر ہوگی۔

"تمہاری کوٹھی کہاں ہے؟" فرید نے پوچھا۔

"آں!" وہ چونک گئی۔ "میری۔ میری۔ کوٹھی نہیں ہے۔ میں ابھی تک فیصلہ نہیں کرسکی کہ مجھے کہاں رہنا چاہئے۔ ڈیڈی ہر ماہ دو ہزار روپے بھیجتے ہیں اور بھائی جان ایک ہزار روپے۔ اگر میں ڈیڈی کے پاس امریکہ جاتی ہوں تو بھائی جان کی دل شکنی ہوتی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کہاں جاؤں۔ میری لائف میں بڑے بڑے پرابلمس ہیں۔"

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ غریبوں کو صرف ایک وقت کی روٹی اور ایک جوڑے کی فکر ہوتی ہے۔ مگر ہم پیسے والوں کی زندگی میں بڑے بڑے پرابلمس ہوتے ہیں۔ اب یہی دیکھو نا! میری کوٹھی کی تعمیر کل سے ہی شروع ہوسکتی ہے۔ مگر سب سے بڑی الجھن یہ ہے کہ میری ہونے والی بیوی کو وہ کوٹھی پسند آئے گی یا نہیں؟"

صباحت نے دبی زبان سے کہا۔

"وہ خوش نصیب کون ہے؟"

"ابھی تک کوئی نہیں ہے۔ اسی لئے میں نے اگلے سال تک کے لئے کوٹھی کا

www.pklibrary.net

خیال دل سے نکال دیا ہے۔ اگر اس دوران میں نے کسی کے دل میں جگہ بنالی تو اس کی پسند کے مطابق کوٹھی بنواؤں گا۔"

تھوڑی دیر تک دونوں خاموش رہے۔ ان کے درمیان ایک خیالی کوٹھی رنگ برنگے قمقموں سے جگمگا رہی تھی۔ پھر فرید نے کہا۔

"تمہیں اپنے ڈیڈی یا بھائی جان کے پاس نہیں جانا چاہئے۔ لڑکیاں باپ یا بھائی کے پاس سدا نہیں رہتیں۔ وہ اپنی زندگی کا ساتھی تلاش کرتی ہیں اور اپنا گھر بساتی ہیں۔ تمہیں بھی انہی اصولوں پر عمل کرنا چاہئے۔"

"زندگی کا ساتھی!" یہ الفاظ صباحت کے دل پر دستک دینے لگے۔ چاند اس کی آنکھوں میں کچھ اور روشن ہوگیا۔ سرما کی شبنمی ہوائیں اس کے لباس سے سرسراتی ہوئی اور دوپٹے کے آنچل کو اڑاتی ہوئی گذرنے لگیں۔ اس کی آنکھوں میں خواب اتر آئے۔ اس نے دل ہی دل میں کہا۔

"اے چاند رات کے اجنبی!
میرے دل پر دستک نہ دے۔
میں نے اپنی تمام آرزوؤں کو
دل کے تہہ خانے میں دفن کردیا ہے۔
آہ! یہ چاند میرے دل میں انگارے کی طرح جل رہا ہے۔"

وہ دونوں خاموشی سے چلتے ہوئے حوض کے کنارے آگئے۔ حوض کے شفاف پانی میں چاند ٹکڑے ٹکڑے ہوکر چاندنی بکھیر رہا تھا اور دیکھنے والوں کی آنکھوں میں بکھرے ہوئے جذبوں کی چمک پیدا کررہا تھا۔ وہ حوض کے کنارے پختہ چبوترے پر بیٹھ گئے۔ فرید نے پوچھا۔

"فی الحال تمہاری رہائش کہاں ہے؟"

"رضوانہ نے نہیں بتایا؟"

"نہیں.....!"

"میں اپنی خالہ زاد بہن کے ہاں لانڈھی تین نمبر میں رہتی ہو۔ میں نے کئی بار چاہا کہ یہاں سوسائٹی میں ایک کوٹھی کرائے پر لے لوں لیکن ڈیڈی اور بھائی جان ہر خط میں تاکید کرتے ہیں کہ مجھے خالہ اور خالو کے زیر سایہ رہنا چاہئے۔ وہ ٹھیک ہی کہتے

www.pklibrary.net

ہیں۔ ہمارے ملک میں ایک لڑکی کوٹھی کرائے پر لے کر تنہا رہے تو لوگ اسے بدنام کر دیتے ہیں۔"

"تمہیں تنہا رہنے کی کیا ضرورت ہے۔ تم وہاں خالہ اور خالو کو اپنے ساتھ رکھ سکتی ہو۔"

"اوں ہونہہ۔ وہ بہت ہی پرانے خیال کے لوگ ہیں۔ یہاں اس ماحول میں ایک تماشہ بن جائیں گے۔ کیونکہ میری خالہ زاد بہن حمیدہ برقع پہنتی ہے۔ ایک ریڈی میڈ گارمنٹس کے کارخانے میں سلائی کا کام کرتی ہے۔ بسوں میں آتی جاتی ہے۔ میں اسے ٹیکسی کا کرایہ دیتی ہوں تو وہ لینے سے انکار کر دیتی ہے۔ ایسی بھی کیا خودداری؟ وہ اتنا بھی نہیں سوچتی کہ میری سوسائٹی کے لوگ اسے پیدل چلتے یا بسوں میں سفر کرتے دیکھیں گے تو میری کتنی توہین ہوگی۔"

"ہاں تمہاری بہن کو پوزیشن کا خیال رکھنا چاہئے۔ نہ جانے یہ چھوٹے لوگ بسوں میں کس طرح سفر کرتے ہیں۔ دھوپ گرمی اور بارش میں بس اسٹاپ پر کھڑے رہتے ہیں۔ کیسی تھرڈ کلاس لائف ہے ان کی۔ میرا خیال ہے کہ کونینس کا پرابلم تمہارے ساتھ بھی ہوگا۔"

"ہاں کہیں آنے جانے کی بڑی دشواری ہے کئی بار میں نے ارادہ کیا کہ اپنی ضرورت کے لئے ایک کھلی چھت کی فلوریڈا خرید لوں۔ مجھے سرخ رنگ کی فلوریڈا بہت پسند ہے۔ مگر خالہ کے ہاں گیراج بنانے کی گنجائش نہیں ہے اور میں کھلی جگہ کار کو چھوڑ کر مطمئن نہیں رہ سکتی۔ محلے کے بچے دو ہی دن میں اسے کھٹارا بنا دیں گے۔"

"واقعی تمہاری زندگی میں بڑی پرابلمس ہیں۔"

"اسی لئے میں ٹیکسیوں میں آتی جاتی ہوں۔ بس کے نام سے مجھے وحشت ہوتی ہے۔"

"میرے پاس ویسپا ہے۔ تنہا ہوں اس لئے ویسپا سے کام چلا رہا ہوں۔ شادی ہوگی تو کار خرید لوں گا۔"

صباحت مسکرا کر بولی۔

"شادی ہوگی تو تمہارے تمام مسائل حل ہو جائیں گے؟"

"شادی کے بعد تمہارے مسائل بھی حل ہو سکتے ہیں۔"

www.pklibrary.net

وہ دونوں ہنسنے لگے۔ اسی وقت ڈنر گونگ کی آواز سنائی دی۔ فرید نے کہا۔

"چلو۔ اب ہمیں بلایا جارہا ہے۔ اب ہم ڈنر میں شریک ہوں گے اس کے بعد تاش کی بازیاں چلیں گی۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر کوٹھی کی طرف جانے لگے۔

دوسرے جوڑے بھی ڈرائنگ روم میں آکر جمع ہو رہے تھے۔ چاندنی رات کی تفریح سے لطف اندوز ہو کر سب ہی مسکرا رہے تھے۔ فہمیدہ اور نعیم کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ تھی لیکن صباحت مسکراہٹوں کے پیچھے چھپی ہوئی شکست خوردہ محبت کو پڑھ رہی تھی۔ اگر وہ ان کے حالات سے واقف نہ ہوتی تو یقیناً ان کی مسکراہٹوں سے دھوکا کھا جاتی۔

پھر اسے ایک تکلیف دہ حقیقت کا علم ہوا۔ وہ آئینہ کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔ اپنے پیچھے اسے ایسی بہت سی لڑکیاں اور لڑکے نظر آئے جن کی مسکراہٹیں مصنوعی تھیں یعنی ان کے ہونٹ مسکرا رہے تھے لیکن آنکھوں میں زندہ مسرتوں کی چمک نہیں تھی۔ وہی فہمیدہ جیسا حال تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہیں سے یہ مسرتیں اور یہ تمام سج دھج مانگ کر لائے ہیں اور یہاں سے واپس جاتے ہی مانگی ہوئی چیزیں لوٹا دیں گے۔

ڈنر کے وقت فہمیدہ اور نعیم ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے لیکن اس طرح کہ فہمیدہ کے دائیں طرف بوڑھا غفار بیٹھا ہوا تھا اور نعیم کے بائیں طرف بیگم شباب چہک رہی تھیں۔ وہ دو محبت کرنے والے دو بوڑھوں کے درمیان پھنسے ہوئے تھے۔ دوسری طرف صباحت اور فرید کا ساتھ تھا۔ وہ کھانے کی میز پر ایک دوسرے کی طرف ڈشیں بڑھا رہے تھے۔ ڈشوں کے تبادلے کے ساتھ مسکراہٹوں کے تبادلے بھی ہو رہے تھے۔ کھانے کے بعد تاش کا کھیل شروع ہوا تو اس وقت بھی وہ دونوں پارٹنر بنے کھیلتے رہے۔ صباحت کو اس محفل میں فرید ہی ایسا ملا تھا جس سے وہ کسی قدر بے تکلف ہو گئی تھی۔ رات کے دو بجے تک کھیل جما رہا۔ پھر ایک ایک کر کے رخصت ہونے لگے۔ وہاں بہت کم لوگ ایسے تھے جن کے پاس کاریں نہیں تھیں۔ جو ٹیکسیوں میں آتے تھے واپسی پر انہیں کاروں میں لفٹ مل جایا کرتی تھی رضوانہ نے صباحت سے کہا۔

"مجھے ناظم آباد جانا ہے اور تم لانڈھی میں رہتی ہو میں اپنی کار میں مین روڈ تک

www.pklibrary.net

لے جاؤں گی۔ وہاں سے ٹیکسی لے لینا.....؟"

"ٹیکسی کی کیا ضرورت ہے۔" فرید نے کہا۔ "یہ لانڈھی میں رہتی ہیں اور میں کورنگی میں رہتا ہوں۔ میں انہیں چھوڑتا ہوا آگے بڑھ جاؤں گا۔"

"اٹز ویری کائنڈ آف یو فرید!" رضوانہ نے کہا۔ "تم نے ہماری مشکل آسان کردی ہے۔"

صباحت کو اس کے ساتھ جانے میں اعتراض نہیں تھا پھر بھی وہ ذرا ہچکچا رہی تھی۔ رات کے دو بجے تک بے تکلفی سے ہنستے بولتے رہنے کے باوجود وہ اجنبی سا لگ رہا تھا۔ صباحت کو رضوانہ پر غصہ آرہا تھا۔ اس نے وعدہ کیا تھا کہ واپسی پر وہ اسے لانڈھی تک چھوڑ دے گی لیکن اب اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ جانے کے لئے وہ اپنی سہیلی کو فرید کے حوالے کررہی تھی۔

وہ کار اسٹارٹ کرکے ٹاٹا کرتی ہوئی چلی گئی۔ فرید نے بھی ویسپا اسٹارٹ کی۔ وہ اس کے پیچھے آکر بیٹھ گئی۔ اس نے سوچا تھا کہ اپنے ہی بل پر بیٹھی رہے گی۔ فرید کا سہارا نہیں لے گی لیکن وہ بھی ایک کائیاں تھا۔ اس نے ایک جھٹکے سے اسکوٹر اسٹارٹ کیا تو صباحت سنبھلنے کے لئے بے اختیار اس سے لپٹ گئی اور پریشان ہوکر بولی۔

"آہستہ چلاؤ۔ مجھے تیز رفتاری سے ڈر لگتا ہے۔"

وہ تیزی سے ڈرائیو کرتا ہوا کوٹھی کے احاطہ سے باہر آیا۔ سڑک پر پہنچ کر اس نے رفتار سست کردی۔

"تم اسی طرح مضبوطی سے میری کمر پکڑے رہو۔ ڈر نہیں لگے گا۔"

وہ ایک ذرا سہارے کے لئے فرید سے اس طرح آلگی تھی کہ دل آپ ہی آپ دھڑکنے لگا تھا۔ وہ بیگم شباب کی محفل میں فرید کے قریب تھی تو کوئی بات نہ تھی آخر وہ محفل تھی اور یہاں مکمل تنہائی تھی۔ کبھی کبھی کوئی کار یا ٹیکسی اس کے قریب سے گذر جاتی تھی۔ اس کے بعد پھر وہی دل دھڑکانے والی تنہائی آجاتی تھی۔ فرید نے کہا۔

"اگر اس وقت دعا قبول ہونے کا یقین ہوجائے تو میں یہی دعا مانگوں گا کہ یہ گاڑی چلتی رہے۔ ہم اسی طرح بیٹھے رہیں اور یہ راستہ کبھی ختم نہ ہو۔"

وہ زیر لب مسکرا کر رہ گئی فرید نے پوچھا۔

"تمہیں یہ دعا پسند ہے؟"

www.pklibrary.net

صباحت نے دل ہی دل میں کہا۔ یہ مرد بڑے چالاک ہوتے ہیں کتنی ہیرا پھیری سے محبت کا اقرار کرواتے ہیں۔ اس نے بڑی نخوت سے کہا۔

"اوں ہو نہہ۔ فضول سی دعا ہے۔ کیونکہ راستہ کوئی سا بھی ہو' کسی ایک مقام پر ختم ہو جاتا ہے۔ البتہ سفر کبھی ختم نہیں ہوتا۔ وہ کسی دوسرے راستے پر مڑ جاتا ہے۔"

"ہم دوبارہ کس موڑ پر ملیں گے صباحت؟"

وہ فوراً ہی جواب نہ دے سکی۔ ذرا سوچ کر بولی۔

"آئندہ کسی پارٹی میں....."

"آئندہ پارٹی آئندہ ماہ ہوگی۔ جب اگلے ماہ چودھویں کا چاند طلوع ہوگا۔ اسٹرینجران دی مون لائٹ کی تفریح مہینے میں ایک بار ہوتی ہے لیکن اب تو ہم اجنبی نہیں ہیں۔"

اجنبی! وہ اجنبی ہے یا نہیں؟ اب تو تنہائی میں بھی وہ ایک دوسرے کے ساتھ تھے۔ بلکہ اتنے قریب تھے کہ وہ فرید کی کمر کے گرد اپنے ملائم بازوؤں کا گھیرا ڈالے بیٹھی تھی۔ وہ اس طرح بیٹھنے پر مجبور تھی۔ مجبور ہی سہی مگر اجنبیت تو نہیں رہی تھی۔ وہ کیسے کہہ سکتی تھی کہ فرید تم اجنبی ہو؟

وہ صحیح جواب سے کتراتی ہوئی بولی۔

"آئندہ پارٹی غفار سیٹھ کے ہاں ہوگی؟"

"ہاں۔ ایک ماہ پہلے ہی طے ہو جاتا ہے کہ آئندہ کس کے ہاں گیدرنگ ہوگی۔ تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔"

"آں۔ کون سی بات؟" وہ جان بوجھ کر انجان بن گئی۔

"یہی کہ اگر تمہیں مجھ سے کوئی تکلیف نہ پہنچی ہو تو تم آئندہ بھی مجھ سے ملو گی۔"

"تم کیسی باتیں کرتے ہو۔ بھلا تم سے کیا تکلیف پہنچے گی۔ بلکہ اس وقت تم میرے لئے تکلیف اٹھا رہے ہو۔"

"تمہیں بازوؤں میں اٹھا کر نہیں لے جا رہا ہوں کہ تکلیف ہوگی۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ تمہارے بیٹھنے سے میری گاڑی کا مان بڑھ گیا ہے۔ کل شام کو کلفٹن چلو گی؟"

"کل.....!" وہ جھجکتی ہوئی بولی۔ "کل نہیں۔"

www.pklibrary.net

"پرسوں؟"

"پرسوں بھی نہیں....."

"تو پھر بڑھاپے میں کبھی ملو گی؟"

وہ بے اختیار ہنسنے لگی۔

"اوہ فرید۔ کبھی کبھی میں آئینہ کے سامنے کھڑی ہو کر سوچتی ہوں کہ بڑھاپے میں کیسی دکھائی دوں گی۔ ایک جھریوں دار چہرہ سامنے آتا ہے تو ڈر جاتی ہوں۔"

"آدمی موت سے ڈرتا ہے اور عورت بڑھاپے سے۔ ویسے تم میری باتوں کو بڑی خوبصورتی سے ٹال جاتی ہو۔ کل شام کو میں تمہیں لینے آؤں گا۔ رائیٹ؟"

اس نے ہاں یا نہ میں جواب نہیں دیا۔ اس کی خاموشی نے نیم رضامندی ظاہر کردی۔ فرید نے پوچھا۔

"تم تمام دن کیا کرتی ہو؟"

"کتابیں پڑھتی ہوں اور اپنی خالہ زاد بہن حمیدہ کے کام میں ہاتھ بٹاتی ہوں۔"

"یعنی تم بھی سینے پرونے کا کام جانتی ہو؟"

"ہاں جانتی ہوں مگر کرتی نہیں۔ حمیدہ اپنے کارخانے سے کپڑا لے کر آتی ہے میں اسے نت نئے ڈیزائن سے تراش کر دیتی ہوں۔ اس طرح اس کی آمدنی میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ اس کی کمپنی سے کئی بار آفر آیا کہ میں مستقل ان کا کام کروں لیکن میں نے ملازمت سے انکار کردیا۔ حالانکہ وہ ایک ہزار روپے ماہوار دے رہے تھے۔ مگر میں اپنا پرسٹیج کا خیال رکھتی ہوں۔"

"تم ملازمت پسند نہیں کرتیں۔ تمہارے خیالات دیکھ کر میرے خیالات بھی بدل رہے ہیں۔ سوچتا ہوں کہ جو رقم میں نے کوٹھی بنوانے کے لئے رکھی ہے۔ اسے کسی کاروبار میں لگادوں گا۔ کاروبار چمک گیا تو ملازمت چھوڑ دوں گا۔"

وہ صباحت کے سوچنے کا شاہانہ انداز دیکھ کر کہہ رہا تھا کہ اب وہ بھی ملازمت نہیں کرے گا اور صباحت سوچ رہی تھی کہ نہ جانے اس نے کوٹھی کے لئے کتنی رقم جمع کی ہے ایسا نہ ہو کہ تمام روپے اناڑی کی طرح کسی کاروبار میں جھونک دے وہ دونوں ایک دوسرے کے احساسات وجذبات اور نفع و نقصان کے متعلق سوچنے لگے تھے۔

www.pklibrary.net

"بس یہاں روک دیجئے۔" صباحت نے کہا۔

اس نے گاڑی روکتے ہوئے کہا۔

تمہارا مکان کون سا ہے؟"

وہ گاڑی سے اتر گئی اور انگلی اٹھا کر سامنے میدان سے پرے اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

"وہ جو سبز رنگ کا مکان ہے اس کی ایک کھڑکی سے روشنی آ رہی ہے۔ وہ میرا کمرہ ہے جب تک میں گھر میں نہیں پہنچتی کمرہ روشن رہتا ہے۔"

"تم اتنی رات تک تنہا باہر رہنے کے بعد گھر جاؤ گی تو تمہارے بزرگ ناراض نہیں ہوں گے؟"

وہ ہنستی ہوئی بولی۔

"اس گھر کے بزرگوں کو مجھ سے ہر ماہ سینکڑوں روپے ملتے ہیں۔ حمیدہ کی آمدنی تو بس یونہی سی ہے۔ ویسے آج پہلی بار اتنی رات تک باہر رہ گئی۔ ورنہ میں سات بجے کے بعد ہمیشہ گھر پر ہی رہتی ہوں۔"

"تو پھر میں کتنے بجے آؤں کل شام کو؟" اس نے پوچھا۔ پھر خود ہی جواب دیا۔

"چار بجے ٹھیک ہے نا؟"

وہ سر جھکا کر جانے لگی۔

فرید نے جواب کے لئے اصرار نہیں کیا۔ اتنا تو وہ بھی جانتا تھا کہ ابتدائی ملاقاتوں میں عورت گونگی ہوتی ہے ذرا ذہانت سے اس کے انکار اور اقرار کی اداؤں کو سمجھنا پڑتا ہے اور وہ سمجھ گیا تھا۔

☆======☆======☆

وہ اپنے وعدے کے مطابق ٹھیک چار بجے مکان کے دروازے پر پہنچ گیا۔ صباحت بھی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ گاڑی کی آواز سن کر دروازہ کھول دیا۔

"آیئے کچھ دیر بیٹھئے پھر چائے پی کر چلیں گے۔"

وہ گاڑی ایک طرف کھڑی کر کے سامنے والے کمرے میں آ گیا۔ وہ چھوٹا سا کمرہ ڈرائنگ روم کی طرح سجا ہوا تھا۔ فرش پر قالین' آرام دہ صوفے' ایک کونے میں رکھا ہوا ٹی وی اور گلدان میں سجے ہوئے تازہ رنگ برنگے پھول صباحت کی خوش

www.pklibrary.net

مذاق کا ثبوت دے رہے تھے۔ وہ مسکراتی ہوئی بولی۔ "میری بڑی خواہش ہے کہ ایک بڑی سی کوٹھی لے کر اسے دلہن کی طرح سجادوں۔ اس چھوٹے سے گھر میں ساری خواہشیں دم توڑ دیتی ہیں۔ میں کل ہی ڈیڈی کو خط لکھوں گی کہ وہ مجھے سوسائٹی میں کوٹھی لے کر رہنے کی اجازت دے دیں۔"

"اس طرح اجازت نہیں ملے گی۔" فرید نے کہا۔ "تم انہیں لکھو کہ وہ تمہیں شادی کی اجازت دے دیں۔ شادی کے بعد تم اپنے گھر میں اپنی ہر خواہش....."

وہ پوری بات سنے بغیر جھینپ کر وہاں سے چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد واپس آئی تو اس کے ہاتھوں میں چائے کی ٹرے تھی۔ وہ ٹرے کو تپائی پر رکھ کر اس کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھ گئی اور چائے بنانے لگی۔ فرید نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔

"بڑی عمدہ خوشبو ہے۔"

"دار جلنگ کی چائے بڑی خوشبودار ہوتی ہے۔ یہ دار جلنگ سے مسقط جاتی ہے۔ مسقط سے بھائی جان ہمارے لئے بھیجتے ہیں۔"

"اوہو۔ میں چائے کی بات نہیں کر رہا تھا۔ میں تو اس خوشبو کی تعریف کر رہا ہوں جو تمہارے لباس سے آرہی ہے۔"

وہ ہنستی ہوئی بولی۔

"اچھا۔ یہ خوشبو۔ یہ بلوگرا س ہے۔ ڈیڈی نے چلی سے بھیجی ہے۔"

"چلی؟" وہ سوچتے ہوئے بولا۔ "او' ہاں۔ یاد آیا..... چلی امریکہ میں ہے۔ شاید بندرگاہ ہے؟"

"شاید!" وہ وثوق سے نہ کہہ سکی۔

"نہیں۔" فرید نے کہا۔ "وہ ایک صنعتی علاقہ ہے۔"

"شاید!"

"میری یادداشت کمزور ہے۔ میں پڑھتا ہوں۔ پھر بھول جاتا ہوں اب مجھے کچھ یاد آرہا ہے۔ وہ صنعتی علاقہ نہیں ہے۔ وہاں ایک بہت بڑی سائنسی تجربہ گاہ ہے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے۔"

وہ چائے کی پیالی بڑھاتی ہوئی قدرے بیزاری سے بولی۔

"ڈیڈی اپنے خطوط میں خیر خیریت کی باتیں لکھتے ہیں۔ انہوں نے کبھی چلی کا

www.pklibrary.net

جغرافیہ نہیں لکھا۔ تم کہتے ہو تو آئندہ خط میں معلوم کروں گی۔"

"نہیں کیا ضرورت ہے۔ کون سا مجھے چلی جا کر رہنا ہے۔ میں تو تمہارے ساتھ کلفٹن جانا چاہتا ہوں۔ تم ساتھ رہو گی تو سارا امریکہ سمٹ کر کلفٹن میں آجائے گا؟"

اس نے مسکرا کر سر جھکا لیا اور خاموشی سے چائے کی چسکیاں لینے لگی۔

اسی وقت دروازے پر آہٹ ہوئی۔ انہوں نے سر اٹھا کر دیکھا تو ایک برقعہ پوش خاتون کھڑی تھیں۔ صباحت نے تعجب سے پوچھا۔

"ارے۔ حمیدہ! آج بہت جلدی؟ فرید! یہ میری خالہ زاد بہن حمیدہ ہے۔ مگر تم ماڈرن تہذیب کے مطابق اس سے متعارف نہیں ہو سکو گے اور نہ ہی اس کی صورت دیکھ سکو گے کیونکہ پردے کی سختی سے پابندی کرتی ہے۔ حمیدہ! یہ فرید صاحب بہت اچھے آدمی ہیں ہو سکے تو ان سے پردہ نہ کرو۔ نقاب الٹ دو!"

وہ سر جھکا کر تیزی سے قدم بڑھاتی ہوئی دوسرے کمرے میں چلی گئی صباحت نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں نہ کہتی تھی کہ میرے گھر والے بہت ہی بیک ورڈ ہیں۔ اگر میں ان کے ساتھ سوسائٹی کے علاقہ میں رہوں گی تو تماشا بن جاؤں گی۔"

فرید اس دروازے کو دیکھ رہا تھا جہاں سے حمیدہ دوسرے کمرے میں گئی تھی۔ اس نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"بعض اوقات اچھائی ایک مضحکہ خیز تماشا بن جاتی ہے۔ ایسا اس وقت ہوتا ہے جب دو تہذیبیں ٹکراتی ہیں۔ مشرق والے مغربی تہذیب کو اور مغرب والے مشرقی تہذیب کو تماشا سمجھتے ہیں۔ اپنی اپنی سمجھ کا پھیر ہے۔ اپنی بہن حمیدہ سے پوچھو تو وہ اپنی سوچ کے مطابق کہیں گی کہ ہم دونوں گمراہ ہو گئے ہیں۔ اس لئے ایک صوفہ پر بے تکلفی سے بیٹھے چائے پی رہے ہیں۔ وہ تسلیم نہیں کریں گی کہ اتنی بے تکلفی کے باوجود ہم اخلاقی تقاضوں کو سمجھتے ہیں اور تہذیب کے دائرے میں رہتے ہیں۔

"اور ہم سے پوچھا جائے تو ہم کہیں گے کہ اس عورت کو پردہ نہیں کرنا چاہئے جو میدانِ عمل میں آتی ہے کارخانوں' ملوں اور دوسرے تجارتی اداروں میں کام کرتی ہے کیونکہ ان حالات میں پردہ صحیح معنوں میں قائم نہیں رہتا ہزار پردوں کے باوجود آدھی دنیا انہیں دیکھ لیتی ہے اور جو دیکھ نہیں پاتے' وہ برقع کی چار دیواری سے

www.pklibrary.net

اندازہ کرتے ہیں۔ عورت ہو یا خزانہ یا دو پیسے کی چیز تم کسی بھی چیز کو چھپا کر لے جاؤ تو لوگوں کو تجسس بڑھ جاتا ہے۔ چھپی ہوئی چیز جراتِ نگاہ کو للکارتی ہے کہ آؤ اور ہمیں دریافت کرو۔

"میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کے مقرر کردہ اصولوں کے مطابق اگر پردہ قائم نہ رہ سکے تو پھر برائے نام پردہ نہیں کرنا چاہئے۔ میں نے برقع کے باہر حمیدہ کے ہاتھ دیکھے ہیں۔ ان ہاتھوں کی ملائمت دیکھ کر میں کہتا ہوں صباحت! کہ وہ عمر میں تم سے چھوٹی ہے۔ ہاتھوں کی رنگت سے چہرے کا رنگ اور انگلیوں کی نزاکت سے چہرے کے نقوش تصور میں ابھر آتے ہیں..... پھر پردہ کہاں رہا؟

"کوئی ضروری نہیں ہے کہ میرا خیال درست ہو۔ میں نے کہا نا کہ اپنی اپنی سمجھ کا پھیر ہوتا ہے۔ تمہارا خیال بھی درست ہے کہ سوسائٹی کی آب و ہوا حمیدہ جیسی لڑکی کو راس نہیں آئے گی؟"

صباحت نے چائے کی پیالی رکھتے ہوئے کہا۔

"توبہ ہے تم تو تقریر ہی کرنے بیٹھ گئے۔ تمہاری پیالی کی چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے۔"

اس نے مسکراتے ہوئے پیالی ہونٹوں سے لگالی اور جلدی سے جلدی گھونٹ بھرنے لگا۔ پھر وہ پیالی کو ٹرے میں رکھ کر کھڑا ہو گیا۔

"چلو۔ وی آر گٹنگ لیٹ....."

صباحت نے اپنا وینٹی بیگ اٹھالیا اور باہر نکلتی ہوئی بولی۔

"حمیدہ! چائے کی پیالیاں اٹھالینا۔ میں جلدی ہی لوٹ آؤں گی"

فرید نے گاڑی اسٹارٹ کی۔ وہ پیچھے آکر بیٹھ گئی۔ گاڑی کا رخ سڑک کی جانب موڑتے وقت فرید نے کن انکھیوں سے کھڑکی کی جانب دیکھا۔ وہاں حمیدہ کی جھلک نظر آئی وہی برقعہ تھا۔ مگر چہرے کا نقاب الٹ گیا تھا۔ بس ایک ساعت کا نظارہ تھا پھر وہ تیزی سے ڈرائیو کرتا ہوا سڑک پر آگیا اور مسکرا کر بولا۔

"کوئی لاکھ چھپنا چاہے مگر نہیں چھپ سکتا۔ حالات اسے بے نقاب کر دیتے ہیں۔"

"میں نہیں سمجھی۔ وضاحت کرو۔" صباحت نے پوچھا۔

www.pklibrary.net

"ابھی حمیدہ کھڑکی کے پاس کھڑی ہوئی تھی۔"

"اچھا!" وہ ہنستی ہوئی بولی۔ "تو تم نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

"ہاں اسے دیکھ کر شکیلہ یاد آگئی۔"

"کون شکیلہ؟"

"وہی جو کل رات شبو کے ہاں پارٹی میں تھی۔ وہ وولی فلیٹ کا سوٹ یاد ہے؟"

"ہاں۔ وہ جو گرے کلر کا تھا؟"

"ہاں۔ پہلے وہ سوٹ لائٹ کریم کلر کا تھا۔ دوسرے ماہ شکیلہ نے رنگریز کے ہاں لے جاکر اسے بلشنگ کلر میں بدل دیا تو وہ ایک نیا سوٹ معلوم ہونے لگا۔ تیسرے ماہ وہی سوٹ نارنجی رنگ میں بدل گیا۔ اس کے ڈیزائن میں ذرا سی ترمیم کردی۔ وہ بالکل نیا ہوگیا۔ اس ماہ تم نے اسی سوٹ کو گرے کلر میں دیکھا ہے۔

"ایک متوسط طبقے کی عورت ہر ماہ نئے کپڑے نہیں خرید سکتی۔ نئے لباس نہیں سلوا سکتی۔ ہاں دو چار روپے خرچ کرکے بار بار ان کے رنگ بدلوا سکتی ہے۔ وہ خود کو اپنی سطح سے اونچا کرنے کے لئے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتی رہتی ہے۔ کم خرچ اور بالا نشیں کے مصداق ہر عورت اونچی سوسائٹی تک پہنچنا چاہتی ہے۔ جب وہاں تک نہیں پہنچ سکتی ہے تو اپنی سوسائٹی میں خود کو دوسری عورتوں سے برتر ثابت کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ میں ایک شکیلہ کے چہرے کے پیچھے ہزار عورتوں کے چہرے دیکھ رہا ہوں۔"

صباحت نے سختی سے اعتراض کیا۔

"نہیں ایسا تو نہ کہیں تمام عورتیں ایسی نہیں ہوتیں....."

"میں اس ملک کی تمام عوتوں کے متعلق نہیں کہتا۔ اس شہر میں رہتا ہوں اور یہاں کی ستر فیصد عورتوں کے بارے میں یقین سے کہتا ہوں کہ وہ جو نظر آتی ہیں اور جیسا خود کو ظاہر کرتی ہیں حقیقتاً اس سے مختلف ہوتی ہیں۔ مردوں میں بھی خود نمائی کا جذبہ ہوتا ہے۔ پہلے زمانے میں لوگ اپنے عیب چھپاتے تھے اب اپنی حیثیت چھپاتے ہیں۔"

"ہاں!" صباحت نے کہا۔ "یہ سلسلہ مردوں سے شروع ہوتا ہے وہ عورتوں کی خودنمائی کو پسند کرتے ہیں۔ اس لئے عورتیں زیادہ سے زیادہ خود کو نمایاں کرنے کی

www.pklibrary.net

کوشش کرتی رہتی ہیں۔ حسن کی ملکہ اور ملبوسات کی شہزادی جیسے خطابات مرد ہی دیتے ہیں۔ یہ خطابات اور انعامات محض کسی فیشن شو میں نہیں ہوتے بلکہ ہر گھر میں ہوتے ہیں۔ کون ایسا مرد ہے جو اپنی محبوبہ کو حسین ترین لڑکی کے روپ میں نہیں دیکھنا چاہتا۔ کون ایسی عورت ہے جو اپنے محلے کی تمام عورتوں کے درمیان خود کو نمایاں اور منفرد رکھنے کی کوشش نہیں کرتی؟ مختصر یہ کہ آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔"

اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"چلو تم نے فیصلہ کر دیا۔ واقعی آوے کا آوا بگڑا ہوا ہے۔ خدا کا شکر ہے ہم اس آوے میں نہیں ہیں۔"

صباحت ذرا دیر چپ رہی۔ پیچھے بیٹھی ہوئی فرید کی پشت کو دیکھتی رہی اور سوچتی رہی پھر آہستگی سے بولی۔

"مجھے ایسے لوگوں سے نفرت ہے جو اپنی اصلیت چھپاتے ہیں۔ وہ جو نعیم ہے نا وہ جس کے ساتھ بیگم شباب لگی لگی پھر رہی تھیں۔ کل اس کا پول کھل گیا ہے۔ وہ اونچی حیثیت کا آدمی نہیں ہے۔ نہ جانے لوگ ہنس کی چال کیوں چلتے ہیں۔ اونہہ!"

فرید نے گاڑی کی رفتار ذرا تیز کر دی۔ پھر ہینڈل پر لگے ہوئے سائیڈ میرر کا زاویہ بدل کر اس میں صباحت کا عکس دیکھنے لگا۔ وہ پوری طرح نظر نہیں آ رہی تھی۔ کہیں کہیں سے آئینے کی مختصر سی سطح پر جھلک رہی تھی۔ فرید نے ایک کراسنگ کو پار کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے بھی ایسی عورتوں سے نفرت ہے جو اپنی حیثیت سے بڑھ کر اپنی نمائش کرتی ہیں شکیلہ کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ اب اس لڑکی کو کون سمجھائے کہ بی بی! جتنے پر ہیں اتنی ہی اڑان رکھو۔ زیادہ بلندی پر پرواز کرو گی تو پر جل جائیں گے۔"

صباحت ہنسنے لگی حالانکہ ہنسنے کی کوئی بات نہ تھی۔ بات صرف اتنی سی تھی کہ شکیلہ اور فہمیدہ جیسی شہزادیوں کا بھید کھل گیا تھا۔ ایک عورت کی کمزوریوں کو پا کر دوسری عورت کو ایک عجیب سی خوشی ہوتی ہے کہ چلو ہم ان سے بہتر ہیں۔ صباحت اپنی بہتری اور ان کی کمزوری پر ہنس رہی تھی۔

☆------☆------☆

پھر ایسا ہوا کہ ان کی ملاقاتیں بڑھنے لگیں۔

www.pklibrary.net

صباحت نے سوچا تھا کہ دوسری ملاقات کے بعد تیسری نہ ہو۔ دور ہی دور رہنے میں بہتری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ زیادہ قریب آنے پر فرید بھی نعیم کی طرح ہنس کی چال چلتا نظر آئے۔ دل ہارنے کے بعد آئیڈل اندر سے کھوکھلا نظر آئے تو عورت کو بڑا دکھ ہوتا ہے۔ حالانکہ فرید ایسا نظر نہیں آرہا تھا لیکن بعض اوقات یہ کہاوت بھی سچ ہو جاتی ہے کہ دور کے ڈھول سہانے ہوتے ہیں۔

فرید نے کچھ اسی انداز میں سوچا تھا کہ زیادہ ملاقاتیں نہ ہوں۔ ابھی ان کے درمیان ایک فاصلہ ہے اگر یہ فاصلہ مٹ گیا اور صباحت بھی شکیلہ اور فہمیدہ کی طرح کمزور حیثیت کی لڑکی ثابت ہوئی تو دل ٹوٹ جائے گا۔ دوسری لڑکیوں کی جھوٹی شان وشوکت دیکھ کر وہ ذرا شبہ میں مبتلا ہو گیا تھا۔ ورنہ صباحت ہر اعتبار سے اونچی حیثیت کی لڑکی نظر آتی تھی۔ وہ ہمیشہ نت نئے ڈیزائن اور مختلف رنگوں کے لباس پہنتی تھی۔ شکیلہ کی طرح ایک ہی لباس کا رنگ بار بار نہیں بدلتی تھی۔ اس کے لباسوں کا رنگ، ڈیزائن اور کپڑوں کی کوالٹی بھی مختلف ہوتی تھی۔ اس کے پاس دو چار قسم کے سینڈل تھے۔ زلفوں کی ریشمی ملائمت بتاتی تھی کہ وہ کوئی بہت ہی عمدہ شیمپو استعمال کرتی ہے۔ اس کے ملبوسات میں صبح ایک خوشبو ہوتی تھی۔ شام کو دوسری۔ فرید کے خیال میں وہ اپنے باپ اور بھائی سے ملنے والی رقم زیادہ تر نئے کپڑے خریدنے میں صرف کرتی تھی۔

دونوں نے اپنے طور پر سوچا تھا کہ وہ اچھے ہوں یا برے۔ ان کا سوشل اسٹیٹس مضبوط ہو یا کمزور۔ انہیں دور ہی رہنا چاہئے کیونکہ دور رہنے سے چاہت بڑھتی ہے۔

چاہت ایسی بڑھی کہ وہ دل سے مجبور ہو کر بار بار کسی نہ کسی بہانے سے ملتے رہے۔ کبھی کلفٹن میں کبھی ہل پارک میں، کبھی کسی شاپنگ سنٹر میں اور کبھی کسی پکچر ہاؤس میں دلوں کی راہیں ہموار ہوتی گئیں لیکن دماغی سمجھوتہ پھر بھی نہ ہو سکا۔ دونوں اکثر محسوس کرتے تھے کہ ان کے درمیان ایک اجنبیت سی ہے۔ ایک ایسا تکلف ہے جو غیروں میں ہوتا ہے۔ عجیب بات تھی کہ وہ اپنوں کی طرح ملتے تھے اور غیروں کی طرح تکلف سے پیش آتے تھے۔

ایک بار صباحت فرید کے ہاں گئی تھی۔ صرف تھوڑی دیر کے لئے وہاں دس پندرہ منٹ سے زیادہ بیٹھنے کا موقعہ نہیں ملا۔ وہاں سے گذرتے وقت فرید نے کہا۔

www.pklibrary.net

"آؤ۔ میرا مکان بھی دیکھ لو۔ حالانکہ کرایہ دے کر رہتا ہوں۔ پھر بھی ذاتی کوٹھی بننے تک اسے اپنا ہی مکان کہتا ہوں۔"

وہ دو کمروں کا چھوٹا سا فلیٹ تھا۔ سامنے ایک چھوٹا سا برآمدہ اور پیچھے ایک کھلا آنگن تھا۔ ڈرائنگ روم کا قالین' صوفے' کرسیاں' پیتل کے چمکیلے گلدان' ایک ٹی وی سیٹ' ایک کنگ سائز ریکارڈ پلیئر اور ایک بھاری بھرکم فریج۔ یہ تمام قیمتی سامان بتا رہے تھے کہ فرید کی مالی حیثیت کتنی مستحکم ہے۔ دوسرے کمرے کے دروازے پر تالا لگا تھا اس کی چابی کہیں گم ہو گئی تھی۔ فرید نے پڑوسی کے ہاں سے چابی لا کر اسے کھولنے کی کوشش کی۔ مگر وہ نہیں کھلا۔ اس نے مایوسی سے کہا۔

"مجبوری ہے' ورنہ میں تمہیں اپنا بیڈ روم دکھاتا۔ اب میں آفس جا کر دیکھوں گا۔ شاید چابی وہاں رہ گئی ہو۔ کوئی بات نہیں پھر کبھی یہ کمرہ دیکھ لینا....."

صباحت کو پھر کبھی ادھر جانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ بلکہ وہ خود ہی فرید سے کترانے لگی۔ ایک روز صبح سات بجے وہ اس کے گھر پہنچا تو حمیدہ برقع پہنے دروازے سے باہر آ رہی تھی۔ اسے دیکھتے ہی ٹھٹک کر رہ گئی۔ اس نے کہا۔

"ذرا صباحت سے جا کر کہہ دو کہ میں آیا ہوں۔"

وہ مکان کے اندر چلی گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس آ کر اس نے ایک تہہ کیا ہوا کاغذ اس کی طرف بڑھا دیا۔ فرید اسے کھول کر پڑھنے لگا۔ لکھا تھا۔

"اچانک ہی حیدر آباد جا رہی ہوں۔ میرے چچا بیمار ہیں۔ ان کے صحت یاب ہوتے ہی واپس آ جاؤں گی۔ فقط صباحت افروز۔"

فرید نے بڑی مایوسی سے اس خط کو دوبارہ تہہ کر کے جیب میں رکھ لیا۔ پھر گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے اس نے دیکھا۔ حمیدہ میدان پار کر کے بس اسٹاپ کی طرف جا رہی تھی۔ وہ گاڑی دوڑاتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔ حمیدہ نے گردن گھما کر برقعے کے پیچھے سے اسے دیکھا۔ پھر اسی طرح خاموشی سے آگے بڑھنے لگی۔ فرید نے کہا۔

"سنو حمیدہ! تم صباحت کی بہن ہو۔ اس لئے میں بھی تمہیں بہن سمجھتا ہوں۔ اگر تمہیں اعتراض نہ ہو تو پیچھے بیٹھ جاؤ۔ میں تمہیں کارخانے تک پہنچا دوں گا۔"

وہ جواب دینے کی بجائے اس طرح تیزی سے بس اسٹاپ کی طرف جانے لگی جیسے کوئی اجنبی اس کا پیچھا کر رہا ہو۔ فرید نے گاڑی روک لی اور مسکراتے ہوئے

www.pklibrary.net

بڑبڑانے لگا۔

"واقعی پرانے زمانے کی لڑکی ہے۔ نہ جانے بیچاری صباحت اس کے ساتھ کیسے گذارہ کر رہی ہے....."

اس نے گاڑی کا رخ دوسری طرف موڑ دیا۔

دوسرے دن شام کو وہ پھر معلوم کرنے آیا کہ صباحت واپس آگئی ہے یا نہیں دروازے کے پیچھے سے ایک بوڑھی خاتون نے جواب دیا کہ وہ ابھی واپس نہیں آئی ہے۔

اس وقت شام کے چھ بجے تھے۔ حمیدہ کارخانے سے آرہی تھی فرید اسے دور ہی دور سے دیکھتا رہا۔ اس سے کچھ پوچھنا اور بھینس کے آگے بین بجانا ایک جیسی بات تھی لیکن ایک ہفتہ تک یہی سلسلہ جاری رہا۔ وہ صبح شام صباحت کو پوچھنے کے لئے ایسے وقت آتا تھا جب حمیدہ گھر سے نکل کر جاتی تھی اور شام کو اپنی ڈیوٹی سے فارغ ہو کر آتی تھی۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ صباحت کے متعلق اس سے کچھ نہیں پوچھے گا۔ اس کا کوئی خط آئے گا تو حمیدہ خود ہی اسے لا کر دے گی۔

ایک ہفتہ کے طویل انتظار سے وہ پریشان ہو گیا۔ دل کی بے چینی بڑھنے لگی۔ صباحت کا ہنستا مسکراتا ہوا چہرہ بار بار اس کی نگاہوں کے سامنے آکر اسے پکارتا تھا۔ آٹھویں دن وہ یہ سوچ کر آیا کہ صباحت کا پتہ حاصل کرے گا اور وہ خود ہی حیدر آباد جا کر اس سے ملاقات کرے گا لیکن آٹھویں دن وہ آگئی۔ اس نے دروازہ کھول کر کہا۔

"آؤ' یہاں بیٹھ کر باتیں کریں گے۔ میں بہت تھکی ہوئی ہوں۔ آج باہر نہ جاسکوں گی۔"

وہ کمرے میں آگیا اور بڑے ہی رومانٹک موڈ میں بولا۔

"یہ ایک ہفتہ میں نے تمہارے بغیر کس طرح گذارا ہے۔ یہ میرا دل ہی جانتا ہے کاش کہ میں اپنی بے چینی اور تڑپ کا اظہار الفاظ میں کر سکتا۔"

"میں جانتی ہوں تم روزانہ صبح شام مجھے پوچھنے آتے تھے تم نے اس طرح اپنی بے چینی ظاہر کر دی ہے لیکن میرے لئے کچھ الجھنیں پیدا ہو گئی ہیں۔"

فرید نے ذرا غور سے اسے دیکھا تو پتہ چلا کہ اس کے چہرے سے بھی پریشانی ظاہر ہو رہی ہے۔ اس نے پوچھا۔

www.pklibrary.net

"وہ کیسی الجھنیں ہیں؟ مجھے بتاؤ شاید میں تمہارے کام آسکوں....."
وہ ہچکچاتی ہوئی بولی۔
"یہ۔ فرید۔ یہ ہمارا میل جول محلے والوں کو کھٹک رہا ہے۔ تم صبح شام یہاں آتے تھے کئی لوگوں نے خالو سے پوچھا تھا کہ تم کون ہو اور یہاں کیوں آتے ہو؟"
"اوہ!" فرید کو صدمہ پہنچا کہ اس کی وجہ سے صباحت بدنام ہو رہی ہے۔
"میں تو پہلے ہی کہتی تھی کہ یہ ماحول ہمارے مزاج کے خلاف ہے' اگر یہ مکان سوسائٹی کے علاقہ میں ہوتا تو کوئی ہماری طرف انگلی نہ اٹھاتا۔ بہرحال اب ہمیں محتاط رہنا چاہئے۔"
"یعنی اب ہم روزانہ نہیں مل سکیں گے؟"
وہ سر جھکا کر بولی۔ "ہاں!"
فرید نے اس کا ہاتھ تھام کر پوچھا۔
"یہ کس دل سے کہہ رہی ہو صباحت۔ اس ایک ہفتہ میں تم جتنی دور رہی ہو اتنی ہی اور قریب آگئی ہو۔ میں نے سوتے جاگتے تمہاری کمی محسوس کی ہے۔ تمہارے بغیر میں جہاں بھی گیا' وہ جگہ ویران نظر آئی۔ کیا تمہارے دل نے ایسی کوئی بات محسوس نہیں کی؟"
"میں اپنے دل کا حال بیان نہیں کر سکتی۔" وہ جذباتی انداز میں کسی قدر لرزتی ہوئی بولی۔ "عورت بہت سی خواہشوں' آرزوؤں اور محبتوں کو اپنے اندر کچل کر رکھتی ہے۔ میں بھی عورت ہوں' صبر کر سکتی ہوں لیکن حرفِ مدعا زبان پر لا نہیں سکتی۔ میں تم سے بھی یہی کہوں گی کہ صبر کرو۔ ہم ایک دوسرے سے کہیں دور تو نہیں جا رہے ہیں۔ اسی شہر میں ہیں کبھی کبھی مل لیا کریں گے اور کبھی کی کیا بات ہے۔ کل غفار سیٹھ کے ہاں پارٹی ہے۔ وہاں تو ہم ساتھ رہیں گے۔"
"ہاں۔ رضوانہ سے ملاقات ہوئی تھی۔ وہ کہہ رہی تھی کہ میں تمہیں اپنی گاڑی میں لے آؤں۔ مگر اب یہاں سے میں تمہیں کیسے پک اپ کروں گا؟"
"میں کل شام کو یہاں سے ٹیکسی میں جاؤں گی اور نرسری کے اسٹاپ پر پہنچ کر تمہارا انتظار کروں گی۔"
"نہیں صباحت! تم کالونی گیٹ تک ٹیکسی میں آؤ میں وہاں تمہارا انتظار کروں

www.pklibrary.net

گا۔ چار بجے....."

"چار بجے؟ اتنی جلدی؟"

"ہاں۔ میں تمہارے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گذارنا چاہتا ہوں۔"

وہ سر جھکائے خاموش بیٹھی رہی۔ اس کی خاموشی ہی اقرار بن جایا کرتی تھی۔

فرید نے پوچھا۔

"کیا اب بھی تم کسی الجھن میں ہو؟"

"نن۔ نہیں تو!"

"پھر اتنی خاموشی کیوں؟ میں نے اتنی دیر میں ایک بار بھی تمہیں مسکراتے نہیں دیکھا ہے۔"

وہ فوراً ہی مسکرانے لگی۔

مگر وہ مسکراہٹ بھی کچھ الجھی ہوئی سی تھی۔ اس میں اداسی کا ہلکا سا شائبہ تھا۔

فرید کے لئے یہی کیا کم تھا کہ وہ اس کی خاطر مسکرا رہی ہے۔

☆======☆======☆

غفار سیٹھ کے ہاں وہ تمام نوجوان لڑکے' لڑکیاں' کچھ بوڑھی عورتیں اور کچھ بوڑھے مرد نظر آرہے تھے' انہیں صباحت نے پچھلے ماہ بیگم شباب کے ہاں دیکھا تھا' ڈرائنگ روم میں کھانے پینے کا معقول انتظام تھا۔ جو پینے کے شوقین تھے وہ وہسکی کا جام ہاتھ میں لئے گھوم رہے تھے۔ جو پرہیز کرتے تھے وہ کافی کی پیالیوں کو اپنے لئے کافی سمجھ رہے تھے۔ نعیم کے جسم پر ٹیڑون کا ایک نیا سوٹ نظر آرہا تھا۔ بیگم شباب اسے ساتھ لئے گھوم رہی تھیں ان کے چہرے پر واقعی شباب کی رونق آگئی تھی لیکن نعیم کچھ پھیکا پھیکا سا لگ رہا تھا۔

دوسری طرف فہمیدہ بھی کچھ کھوئی کھوئی سی نظر آرہی تھی۔ حالانکہ وہ لباس اور سج دھج کے اعتبار سے محفل میں سب سے زیادہ نمایاں تھی۔ رضوانہ نے صباحت کے پاس آکر سرگوشی میں کہا۔

"دیکھ رہی ہو فہمیدہ کو۔ آج کسی ریاست کی شہزادی نظر آرہی ہے۔ یہ سونے کے زیورات' یہ لباس' یہ سینڈل اور کشمیری شال' یہ سب کچھ غفار سیٹھ کی مہربانیوں سے نصیب ہوا ہے۔ میرا خیال ہے کہ....."

www.pklibrary.net

اس کی بات پوری نہ ہو سکی۔ اسی وقت بیگم شباب نے تالی بجائی اور دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"لیڈیز اینڈ جنٹلمین! میں آپ کو ایک خوش خبری سناتی ہوں۔ مس فہمیدہ اور ہمارے غفار سیٹھ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہونے والے ہیں۔ کورٹ میرج کے بعد کل شام کو پھر یہاں شادی کی پارٹی ہوگی۔"

چاروں طرف سے تالیوں کا شور گونجنے لگا۔ عورتیں فہمیدہ کو اور مرد غفار سیٹھ کو مبارک باد دینے لگے۔ فہمیدہ کے ہونٹوں پر بے نام سی مسکراہٹ تھی۔ وہ شرمانے کے بہانے صوفے پر بیٹھی یوں اپنے آپ میں سمٹ رہی تھی جیسے مبارکباد قبول کرنے سے کترا رہی ہو۔

فرید نے اس کی طرف توجہ نہیں دی۔ اس نے بلند آواز میں کہا۔

"غفار سیٹھ! شادی کل ہوگی۔ پارٹی بھی کل ہوگی لیکن دستور یہ ہے کہ خوشخبری سناتے وقت لوگوں کا منہ میٹھا کیا جاتا ہے۔ لہٰذا ابھی مٹھائی منگواؤ۔ کنجوسی سے کام نہیں چلے گا۔"

"واقعی یہ تو دستور ہے۔" دوسرے لوگ فرید کی حمایت میں بولنے لگے۔ غفار سیٹھ نے کہا۔

"ارے سبھی، کتنی مٹھائیاں کھاؤ گے۔ من دو من، چار من جتنی کہو، اتنی مٹھائیاں آجائیں گی لیکن میرے دونوں ملازم ڈنر تیار کرنے میں مصروف ہیں۔ میں فرید سے درخواست کروں گا کہ وہ اسپورٹس مینس اسپرٹ کا مظاہرہ کریں اور مٹھائیوں کا آرڈر دے آئیں۔ دکاندار خود ہی یہاں پہنچا دے گا۔"

"یہ کون سا بڑا کام ہے۔ میں یہ گیا اور یہ آیا۔ آؤ صباحت چلیں....." اس نے صباحت کا ہاتھ تھام لیا۔

"ہائیں!" غفار سیٹھ نے تعجب سے کہا۔ "اتنے سے کام میں بھی صباحت ساتھ ہوگی۔ بھئی معاملہ کیا ہے؟"

"معاملہ گمبھیر ہے۔" ایک نے کہا۔

صباحت کے رخسار حیا سے تمتمانے لگے۔ ایک بوڑھی عورت نے کہا۔

"لڑکی شرما رہی ہے۔"

www.pklibrary.net

دوسری عورت نے لقمہ دیا۔

"فرید نے اتنی لڑکیوں میں ایک صباحت کا ساتھ مانگا ہے ضرور کوئی بات ہے۔"

"بات کیا ہے مجھ سے پوچھو۔" ایک نوجوان نے کہا۔ "میں نے ایک بار ان دونوں کو کلفٹن میں دیکھا ہے۔ دوسری بار اسکالا میں۔ کیا اتنی گواہی کافی نہیں ہے۔"

"ہپ ہپ ہرا۔" دوسرے نوجوان نے کہا۔ "اسٹرینجر ان دی مون لائٹ کی تفریح اپنا کام دکھا رہی ہے۔"

تمام لوگ ہنسنے لگے۔ صباحت شرم سے رضوانہ کے پیچھے چھپنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ غفار سیٹھ نے کہا۔

"چاند رات کے دو اجنبی شناسا بن گئے۔ اس خوشی میں فرید اور صباحت کی طرف سے ایک شاندار پارٹی ہونی چاہئے۔"

"پارٹی؟" صباحت کا کلیجہ دھک سے ہو گیا کہ وہ پارٹی کیسے دے گی؟ اس کے پاس نہ کوٹھی ہے نہ.....

اسی وقت کسی لڑکی نے اس کے قریب آکر کہا۔

"مبارک ہو صباحت! تمہارا آئیڈیل لاجواب ہے۔ ایک پارٹی آئیڈیل کی طرف سے اور دوسری تمہاری طرف سے ہونی چاہئے۔"

دوسری لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"پارٹیاں اتنی ہو رہی ہیں کہ ان کی تاریخیں یاد رکھنے کے لئے باقاعدہ ڈائری مینٹین کرنی ہو گی۔"

"پہلے تاریخ مقرر ہونے دو۔ پھر ہم ڈائری میں لکھ لیں گے۔"

فرید نے بڑے پیار سے صباحت کو دیکھا۔ پھر بڑی فراخدلی سے بولا۔

"میری طرف سے اگلے ہفتے انٹرکان میں ڈنر پارٹی ہو گی۔ جن کی یادداشت کمزور ہے وہ نوٹ کر لیں۔" رضوانہ نے صباحت کی طرف جھک کر آہستگی سے کہا۔

"تم بھی کچھ بولو۔ تم اتنی اسمارٹ ہو کر جاہل لڑکیوں کی طرح کیوں شرما رہی ہو؟"

"مم۔ میں کیا بولوں؟ کیا۔ کیا پارٹی دینا ضروری ہے؟"

"بالکل ضروری ہے۔ انسان کی حیثیت پیسے اور پارٹیوں سے پہچانی جاتی ہے۔ کیا

www.pklibrary.net

تم اپنی پوزیشن گرانا چاہتی ہو؟" دور بیٹھے ہوئے ایک شخص نے پوچھا۔

"یہ تم دونوں چپکے چپکے شاید پارٹی کا بجٹ بنا رہی ہو؟"

رضوانہ نے اس طنز پر مشتعل ہو کر کہا۔

"ہم تمہاری طرح کنجوس نہیں ہیں کہ ایک معمولی سی پارٹی کا بجٹ بنائیں۔ ہم تو کسی اچھے ہوٹل کے متعلق سوچ رہی ہیں۔ ویسے چائنیز ڈنر کے متعلق کیا خیال ہے؟"

"بہت ہی نیک خیال ہے۔ اس کے لئے چنگ واہ بہترین ریسٹورانٹ ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" رضوانہ نے بڑے تاؤ سے کہا۔ "صباحت کی طرف سے پرسوں چنگ واہ میں ڈنر پارٹی ہے۔ پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی؟"

تمام لوگ قہقہے لگانے لگے۔ صباحت کے چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا۔ وہ رضوانہ سے کہنا چاہتی تھی کہ تم نے پرسوں کی تاریخ کیوں دی؟ لیکن اس کا حلق خشک ہو رہا تھا۔ بات زبان تک نہیں پہنچ رہی تھی۔ پارٹی پرسوں ہو یا اور دو روز کے بعد۔ وہ اس سے انکار تو نہیں کر سکتی تھی۔ اس لئے دم سادھے بیٹھی رہی۔ فرید پھر اس کے قریب آگیا اور بولا۔

"آؤ صباحت' مٹھائیوں کا آرڈر دے آئیں۔"

"تم جاؤ!" وہ مُردہ سی آواز میں بولی۔ "میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔"

"بہت خوب!" وہ ذرا اور قریب ہو کر آہستگی سے بولا۔ "محبت کا راز فاش ہو گیا ہے تو پریشان ہو رہی ہو۔ اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔ عشق اور مشک چھپائے نہیں چھپتے۔ یہ بات آج نہیں تو کل سب ہی کو معلوم ہو جاتی۔ بہرحال میں نے سب کے سامنے تمہارا ہاتھ پکڑا تھا اور اپنے ساتھ چلنے کی فرمائش کی تھی۔ اگر تم انکار کرو گی تو بڑی بڑی سبکی ہو گی۔"

صباحت نے نظر اٹھا کر اسے گہری سنجیدگی سے دیکھا۔ اپنے خوبرو آئیڈیل کو عین نگاہوں کے سامنے دیکھ کر اسے اس لڑکی کی بات یاد آگئی کہ تمہارا انتخاب لاجواب ہے۔ ہاں اس کا فرید لاجواب تھا۔ ہزاروں لاکھوں میں ایک تھا۔ یہ پارٹی کیا چیز ہے؟ اس کے لئے وہ بڑی سے بڑی آزمائش سے گذر سکتی تھی۔

وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ فرید نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ اچھا ہوا کہ ہاتھ تھام لیا ورنہ وہ سہارے کے بغیر دروازے تک پہنچتے پہنچتے لڑکھڑا جاتی۔

www.pklibrary.net

وہ دروازے سے باہر آئی تو دل نے اسے تسلی دی۔ "گھبراتی کیوں ہو؟ بعض اوقات بڑے بڑے لکھ پتی اور کروڑ پتی کے ہاں بھی نقد رقم نہیں ہوتی۔ وہ بھی کسی سے ادھار لیتے ہیں۔ تم بھی ادھار لے کر اس آزمائش سے گذر سکتی ہو۔"

مگر اتنی جلدی ادھار کہاں سے ملے گا۔ پرسوں پارٹی دینا ہے اس کے لئے ایک ون پہلے چنگ واہ میں پیشگی دے کر آرڈر بک کرنا ہوگا اور پھر پتہ نہیں کتنی رقم خرچ ہوگی۔ وہ خیال ہی خیال میں اپنے مہمانوں کے سر گننے لگی۔

مہمان پچیس ہوں یا پچاس۔ انہیں گنتے رہنے سے بات نہ بنتی۔ اصل مسئلہ پیسوں کا تھا کہ پیسے کہاں سے حاصل کئے جائیں؟ اس نے فرید کی جانب دیکھا۔ وہ ویسپا اسٹارٹ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر گاڑی کا انجن سرد ہو گیا تھا۔ صباحت کے دماغ میں یہ بات آئی کہ وہ فرید سے کچھ دنوں کے وعدے پر قرض مانگ سکتی ہے۔ مگر دوسرے ہی لمحے اسے اپنی کم مائیگی کا احساس ہونے لگا۔ اپنی برتری اور خود نمائی مجروح ہونے لگی۔ اس میں اتنی جرأت نہیں تھی کہ وہ پیسوں کے لئے زبان کھولے اور خود کو اپنے محبوب کی نظروں میں گرا لے۔

پھر کیوں نا رضوانہ سے کہا جائے۔ اسی نے پرسوں کی تاریخ دے کر اسے مصیبت میں پھنسا دیا تھا' مصیبت میں ڈالنا سب کو آتا ہے۔ نکالنا کسی کو نہیں آتا۔ صباحت اس حقیقت کو جانتی تھی کہ رضوانہ کتنے پانی میں ہے وہ جو ہر ماہ ایک نئے ماڈل کی کار میں آتی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ پیسے والی ہے اور ہر ماہ کار کے ماڈلز بدلتی رہتی ہے۔ اس کا بھائی کاروں کا دلال ہے۔ ایک کار کے پیچھے اسے ہزار پانچ سو روپے مل جاتے ہیں۔ رضوانہ کسی پارٹی یا سوشل گیدرنگ میں شریک ہونے کے لئے گیراج سے کار نکال کر لے آتی ہے اور صبح ہونے سے پہلے اسے گیراج میں واپس پہنچا دیتی ہے۔ جہاں تک نقد رقم کا سوال ہے۔ اس کے پرس میں بیس پچیس روپے سے زیادہ رقم نہیں ہوتی..... صباحت کا دل ڈوبنے لگا۔ صرف کل شام تک کا وقت رہ گیا تھا۔ آرڈر بک کرانے کے لئے پیشگی رقم کہیں سے بھی حاصل کرنا تھی' قرض نہ ملے تو گھر کا کوئی سامان بیچ کر۔ بیچنے کے لئے تو بہت سامان تھا۔ میز کرسیاں' صوفے' پلنگ اور ٹی وی وغیرہ۔ مگر یہ چیزیں فوراً ہی فروخت نہیں ہو جاتیں۔ صرف سونا ہی ایک ایسی چیز ہے جو وقت پر پیسے دے جاتا ہے۔ اس کے پاس زیورات تو تھے مگر سونے کے نہ تھے۔

www.pklibrary.net

اسے اپنے آس پاس ایسا کوئی ذریعہ نظر نہیں آرہا تھا' جہاں سے وہ فوری طور پر روپے حاصل کرتی۔

اتنے میں گاڑی اسٹارٹ ہوگئی۔ فرید نے کہا۔

"آؤ۔ کیا سوچ رہی ہو؟ جب سے تم حیدر آباد سے آئی ہو ہمیشہ گم صم رہتی ہو۔ بھئی میں نے تو وعدہ کیا ہے کہ اب تمہارے دروازے پر نہیں آؤں گا۔ محلے والے اب تمہارے خالو کو کچھ نہیں کہیں گے۔ آؤ بیٹھو۔"

صباحت کے جی میں آیا کہ وہاں سے بھاگ جائے۔ بہت دور بھاگتی چلی جائے۔ فرید سے دور۔ کلبوں اور ہوٹلوں کی پارٹیوں سے دور۔ اونچی سوسائٹی کی رنگینیوں سے دور لیکن بھاگنے کا خیال بہت دیر میں آیا۔ اس وقت تک پاؤں میں زنجیریں پڑ چکی تھیں۔ وہ اس سوسائٹی کو چھوڑتی تو فرید کا ساتھ بھی چھوٹ جاتا۔

وہ چپ چاپ سر جھکا کر آگے بڑھی اور فرید کے پیچھے بیٹھنے لگی۔ پیچھے بیٹھتے ہی اس کا ہاتھ فرید کی پشت پر آیا۔ وہاں سے پھسلتا ہوا کمر تک پہنچا۔ پھر اچانک ہی اس کا کلیجہ دھک سے رہ گیا۔ اس لئے نہیں کہ فرید نے ایک جھٹکے سے گاڑی آگے بڑھائی تھی بلکہ اس لئے کہ اس کی پتلون کی بیک پاکٹ سے سو سو روپے کے نوٹ جھانک رہے تھے۔

بیٹھنے کی پوزیشن میں جیب پر دباؤ پڑنے کی وجہ سے وہ نوٹ آدھے کے قریب اوپر ابھر آئے تھے۔ ان نوٹوں کی تہہ سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ کم از کم پانچ سو روپے ہیں۔ صباحت کی دونوں آنکھیں ان نوٹوں پر اس طرح جم گئی تھیں جیسے دو مکھیاں شہد پر آکر بیٹھ گئی ہوں۔

ناہموار راستوں پر گاڑی ہولے ہولے جھٹکے کھا کر اچھل رہی تھی۔ نوٹ بھی نگاہوں کے سامنے ہمک رہے تھے اور ان کے ساتھ صباحت کا دل بھی اچھلتا جا رہا تھا۔ ہاں۔ یہ وہی روپے ہیں۔ وہی روپے ہیں۔ جو اتنی دیر سے دل میں چبھ رہے تھے اور کہیں سے ہاتھ آتے ہوئے نظر نہیں آرہے تھے اور اب بڑی آسانی سے جھانک کر پکار رہے تھے۔ "صباحت! ہم یہاں ہیں....."

مگر۔ مگر یہ تو فرید کے روپے ہیں۔

تو کیا ہوا؟ فرید اپنا ہے تو روپے بھی اپنے ہیں۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ یہ

www.pklibrary.net

روپے مانگ کر نہیں لئے جاسکتے تھے۔ بھرم کھلنے کا اندیشہ تھا۔ ہم اپنے عزیزوں، رشتے داروں اور دوستوں کے جس ماحول میں رہتے ہیں اس ماحول میں کسی سے بھی قرض مانگو تو عزت ہلکی ہو جاتی ہے۔ چرالو تو ان کی نظروں میں وقار بڑھ جاتا ہے کہ واہ واہ چائنیز ریسٹورنٹ میں پارٹی دی ہے۔

گاڑی تیزی سے بھاگتی جارہی تھی۔ فٹ پاتھ کے قمقمے، دکانوں کی روشنیاں اور نیون سائن کی رنگینیاں ان نوٹوں کو چوم رہی تھیں۔ کبھی ان پر سبز روشنی پڑتی تھی، کبھی سرخ اور کبھی دودھیا روشنی میں وہ مسکراتے تھے اور کبھی سائے میں چھپ جاتے تھے۔ آنکھ مچولی کھیل رہے تھے کہ آؤ۔ ہمیں پکڑلو.....

ایک بادشاہ زادی تھی۔

وہ قسمت کی ماری ایک بار اپنی کنیزوں اور محافظوں سے بچھڑ کر جنگل جنگل بھٹکتی کسی دوسرے ملک میں پہنچ گئی۔ بھوک اور تھکن سے بیچاری کا برا حال تھا۔ شہر کے دروازے پر ایک نانبائی کی دکان نظر آئی تو تازہ گرما گرم روٹیاں دیکھ کر بھوک سے اور برا حال ہوگیا مگر پرس میں پیسے نہیں تھے ہاتھ پھیلا کر مانگنے سے توہین ہوتی تھی۔ بھلا بادشاہ کی بیٹی کہیں بھیک مانگتی ہے؟

مگر پیٹ روٹی مانگ رہا تھا۔ ایسی روٹی مانگ رہا تھا جس سے بادشاہ زادی کے وقار کو ٹھیس نہ پہنچے۔ ایسی روٹی ملے کہ اپنی آن برقرار رہے۔ شاہانہ عظمت پر حرف نہ آئے۔ اس نے..... اس نے روٹی چرالی۔

چوری سے پیٹ بھی بھر گیا۔ عزت بھی رہ گئی اور بیچارے اس نانبائی کو خبر تک نہ ہوئی۔

مٹھائیاں آئیں اور سب نے کھائیں اور کھاتے کھاتے میٹھی زبان سے دوبارہ غفار سیٹھ اور فہمیدہ کو نئے رشتے کی مبارکباد دی پھر اسٹرینجر ان دی مون لائٹ کی تفریح کے لئے وہ لوگ باغیچہ میں جانے لگے۔

اسی وقت فرید گھبرایا ہوا صباحت کے پاس آیا اور مردہ سی آواز میں بولا۔

"میں واپس جارہا ہوں؟"

"کہاں جارہے ہو؟" صباحت اس سے نظریں چراتے ہوئے بولی۔ "کیوں جارہے ہو؟"

www.pklibrary.net

"میرے روپے کہیں گم ہو گئے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیسے گم ہو گئے۔ میرا خیال ہے کہ میں نے پچھلی جیب میں رکھے تھے۔ پھر سوچتا ہوں کہ شاید گھر میں بھول آیا ہوں۔ ہاں یہی ہو سکتا ہے میں گھر میں چھوڑ آیا ہوں ورنہ روپے جیب سے نہیں جا سکتے....."

صباحت کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔ اس میں اتنی جرأت نہیں تھی کہ اس سے نظریں ملا سکتی۔ فرید نے اس کی پریشانی کو بھانپتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو یہاں سے واپس جانے میں تمہیں کنوینس کی دشواری نہیں ہو گی۔ یہ پارٹی رات کے دو تین بجے تک رہے گی۔ میں کسی وقت بھی آ کر تمہیں لے جاؤں گا تم کسی سے نہ کہنا کہ میں پیسوں کے لئے پریشان ہو کر یہاں سے جا رہا ہوں۔ ان لوگوں کی نظروں میں پیسوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ یہ میری پریشانیوں کا مذاق اڑائیں گے۔"

یہ کہہ کر وہ تیزی سے چلتا ہوا ڈرائنگ روم سے باہر چلا گیا۔

صباحت دھپ سے صوفے پر یوں گر پڑی جیسے جسم سے جان نکل گئی ہو۔ اس کا سر چکرا رہا تھا۔ اِدھر اُدھر بکھرے ہوئے شراب کے جام' کافی کی پیالیاں اور مٹھائی کی پلیٹیں نگاہوں کے سامنے یہاں سے وہاں ڈول رہی تھیں اس نے گھبرا کر آنکھیں بند کر لیں۔ آنکھیں بند۔ سوچ کے دروازے بند۔ ضمیر کی آواز بند۔ ہاں پردے گرا دو۔ دروازے بند کر دو کوئی اجنبی شناسا بن کر نہ آئے۔ مجھے کسی سے محبت نہیں ہے۔ محبت مجھے وہ سوشل اسٹیٹس نہیں دے سکتی۔ وہ عزت اور تعریفی جملے نہیں دے سکتی جو چائنیز ڈنر کے وقت مجھے ملیں گے۔ یہ محبت کا درد نہیں ہے۔ یہ جیب کتری محبت کی لاش پر کھڑے ہو کر اپنی حیثیت کو اونچا کرنے کا دور ہے۔

اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اس تنہائی میں اس کا دم گھٹ رہا تھا۔ وہ جلدی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور تیزی سے چلتی باہر جانے لگی۔

باہر کی تازہ ہوا میں ذہن کو سکون پہنچانے والی ٹھنڈک تھی اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو چودھویں کا چاند آنکھوں کی پتلیوں میں اتر آیا۔ اس کی نظریں فوراً ہی جھک گئیں۔ شاید چاند رات کا اجنبی یاد آ گیا تھا۔

دور دور تک اجنبی جوڑے نظر آ رہے تھے۔ کوئی شبنم آلود گھاس کے فرش پر

www.pklibrary.net

ٹہل رہا تھا اور کوئی پھولوں کی انجمن میں کسی سے سرگوشیاں کر رہا تھا۔ وہ کوٹھی کے دائیں طرف آہستہ آہستہ بڑھنے لگی۔ ایک مور پنکھی کے پیچھے سرگوشیاں سنائی دیں لیکن اسے کسی کی سرگوشیاں سننے کا ارمان نہیں تھا۔ وہ آگے بڑھ گئی۔ آگے ایک درخت کی آڑ میں ہنسی کی آواز آ رہی تھی۔ وہ ہنسی صباحت کے دل میں نشتر کی طرح چبھ رہی تھی۔ خوشی کی تلاش میں بھٹکنے والی کو دوسروں کی خوشی کاٹ رہی تھی۔ وہ تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کہاں جائے؟ چمن کے کس گوشے میں سکون تلاش کرے۔ مگر وہ چلتی رہی چلتی رہی۔ پھر ایک جگہ ٹھٹک کر کھڑی ہو گئی۔ ایک جھاڑی کے پیچھے کسی لڑکی کی سسکیاں سنائی دے رہی تھیں۔ اسے کسی کی ہنسی نے نہ روکا کسی کے آنسوؤں نے روک لیا۔

کون رو رہی ہے؟ صباحت کے دل میں تجسس پیدا ہوا۔ وہ جھاڑی کے ذرا قریب چلی گئی۔ اسی وقت ایک مرد کی سرد آہ سنائی دی۔

"ہم دونوں نے اپنی مرضی سے فیصلہ کیا ہے۔ اب رونے سے کیا فائدہ؟" یہ نعیم کی آواز تھی۔

پھر فہمیدہ کی آواز سنائی دی۔

"آنسو آپ ہی آ رہے ہیں۔ میں رونا نہیں چاہتی۔ مگر رو رہی ہوں۔ شاید اس لئے کہ برسوں کا ساتھ چھوٹ رہا ہے۔"

"پچھلی باتوں کو بھول جاؤ۔ نہیں بھولو گی تو وقت بھلا دے گا۔ کل تم اس کوٹھی کی مالکہ کہلاؤ گی۔"

"ہاں تم بھی تو بیگم شبانہ کی کوٹھی کے مالک بن رہے ہو۔ ہم کتنی محبتوں اور کتنے جذبوں کو کچل کر اتنے اونچے مقام پر پہنچے ہیں۔"

"ہاں۔ کار کوٹھی اور تگڑے بینک بیلنس کے لئے انسان جھوٹ بولتا ہے۔ دھوکہ دیتا ہے۔ اپنا ایمان بیچتا ہے۔ اپنی پوری قوم کو تباہ کر دیتا ہے۔ ہم نے تو کسی کو تباہ نہیں کیا۔ صرف ایک دوسرے سے طلاق لی ہے۔"

صباحت کے ذہن کو جھٹکا سا لگا۔ ارے تو کیا یہ دونوں میاں بیوی تھے؟ کیا ایک بیوی نے کوٹھی کی مالکہ بننے کے لئے طلاق لی ہے اور ایک خاوند نے بینک بیلنس بنانے

www.pklibrary.net

کے لئے طلاق دی ہے؟

ارے میں کس دنیا میں آگئی ہوں؟ کیا یہ مہذب انسانوں کی دنیا ہے؟ کیا یہ میری اور میرے فرید کی دنیا ہے؟ نہیں۔ اس باغیچے کا چاند ان اجنبیوں کے لئے ہے جو صرف اپنے لئے جیتے ہیں اور دوسروں کے لئے ہمیشہ اجنبی بن جاتے ہیں۔ جیسے میں ابھی فرید کے لئے اجنبی بن گئی تھی۔

فرید اتنی شدت سے یاد آیا کہ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو تھام لیا۔ اس کا سارا بدن تھر تھر کانپ رہا تھا۔ پیروں میں اتنی سکت نہ رہی کہ وہ کھڑی رہ سکتی۔ وہ آہستہ آہستہ دو زانو ہو کر شبنم سے بھیگی ہوئی گھاس پر بیٹھ گئی۔

☆======☆======☆

pklibrary.com

www.pklibrary.net

فرید ایک چھوٹی سی موم بتی روشن کئے اپنے کمرے کا سامان الٹ پلٹ کر رہا تھا۔ جہاں جہاں وہ اپنے روپے اور ضروری کاغذات رکھا کرتا تھا وہ ساری جگہیں دیکھ ڈالیں لیکن وہ روپے نہ ملے۔ اس کی سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ آخر وہ کہاں چلے گئے؟ کس کے ہاتھوں میں پہنچ گئے؟ وہ اس کڑوی سچائی پر یقین نہیں کرنا چاہتا تھا کہ جو اپنے ہوتے ہیں' بالکل اپنے ہوتے ہیں۔ وہی بعض اوقات لوٹ لیتے ہیں۔

اس نے جھنجھلا کر موم بتی کو فرش پر پٹخ دیا۔ ننھی سی لو بجھتے ہی کمرے میں تاریکی چھا گئی۔ وہ اس تاریکی میں تھوڑی دیر تک گم صم کھڑا رہا۔ پھر تھکے ہوئے قدموں سے چلتا ہوا اس کمرے میں آگیا جو ڈرائنگ روم کی طرح سجا ہوا تھا۔

وہاں بھی اندھیرا تھا۔ کھلے ہوئے دروازے سے آنگن نظر آرہا تھا۔ آنگن کی دیوار پر چاندنی ایک چھوٹے سے دھبے کی طرح لگی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر میں وہ پورے آنگن پر چھانے والی تھی۔ سامنے برآمدے کی طرف کا دروازہ بھی کھلا ہوا تھا۔ باہر کی ہلکی گھٹی گھٹی سی روشنی ڈرائنگ روم کے سامان کو کسی حد تک واضح کر رہی تھی۔

وہ ایک صوفے پر آکر بیٹھ گیا اور دل ہی دل میں کہنے لگا۔

اگر روپے ڈوب چکے ہیں تو میں بھی ڈوب جاؤں گا۔

اب مجھ میں اتنی سکت نہیں ہے کہ قرض لے لے کر اپنی مستحکم مگر جھوٹی حیثیت کا مظاہرہ کرتا رہوں۔ اب تو پانی سر سے گذر گیا ہے۔ میں واقعی ڈوب چکا ہوں۔

یہ جو میرے پاس ویسپا ہے' گنگ سائز ریکارڈ پلیئر ہے اور بھاری بھرکم فریج ہے' وہ سب میرے دوست کی امانت ہے۔ وہ حکومت کی طرف سے ایک سال کے لئے جرمنی گیا ہے۔ ٹریننگ مکمل کرکے واپس آئے گا اور اپنا سامان اٹھا کر لے جائے گا۔

جو چیز ہماری نہیں ہوتی ہم اس پر اتراتے ہیں۔ اونچی کوالٹی کی مسرتوں کے پیچھے

www.pklibrary.net

بھاگتے ہیں۔ اس بھاگ دوڑ میں ہماری زندگی مسکراتی ضرور ہے مگر ایک بازاری عورت کی طرح بھیک مانگنے والی مسکراہٹ۔

میں اب بھی ایسی زندگی گذارنا چاہتا ہوں دوسروں کی نظروں میں جو حیثیت بنا چکا ہوں' اب اس حیثیت سے نیچے نہیں گرنا چاہتا۔ مگر..... مگر میں کیا کروں؟ یہ صباحت کی محبت میرے سوچنے کا انداز بدل رہی ہے۔ یہ لڑکی کہاں سے زندگی میں آگئی؟ اگر نہ آتی تو اچھا ہوتا۔ میں ہر ماہ اسٹرینجران دی مون لائٹ کی تفریح سے بہلتا رہتا۔ کبھی شادی اور ازدواجی زندگی کے متعلق نہیں سوچتا۔ مگر یہ صباحت کی محبت مجھے سوچنے پر مجبور کر رہی ہے۔ اب اگر میں شادی کی بات کروں گا تو یہ بھید کھل جائے گا کہ میرے پاس کوٹھی بنانے کے لئے تو کیا ایک جھگی خریدنے کے لئے بھی پیسے نہیں ہیں۔

میں صباحت کے سامنے اپنے جھوٹ کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا اور اپنی صباحت کو مزید فریب دینا بھی نہیں چاہتا۔ یا اللہ! یہ کیسی کشمکش ہے۔ نہ اس پہلو سے قرار آتا ہے۔ نہ اُس پہلو سے۔ میں کیا کروں؟

اس کے خیالات کا یہ سلسلہ ٹوٹ گیا۔ دروازے پر آہٹ سن کر اس نے نظریں اٹھائیں تو وہ کھڑی ہوئی تھی۔ وہ جو تاریکی میں واضح نہیں تھی لیکن اسے ہزاروں لاکھوں میں پہچان سکتا تھا۔ اس نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے حیرانی سے کہا۔

"صباحت۔ تم؟"

"ہاں!" وہ کمرے میں داخل ہو کر بولی۔ "لائٹ آن نہ کرنا' میں جو بات کہنے آئی ہوں۔ اس کے لئے یہ اندھیرا سازگار ہے۔"

لائٹ آن نہیں ہوگی۔ میں نے بجلی کا بل نہیں دیا ہے۔ اس لئے کنکشن کٹ گیا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے اندھیرے ہیں۔ تم نے ٹھیک ہی کہا۔ ایسی باتوں کے لئے اندھیرا سازگار ہے۔ بعض اوقات روشنی انسان کو بزدل بنا دیتی ہے۔"

وہ نیم تاریکی میں چلتی ہوئی قریب آئی اور ہاتھ بڑھا کر بولی۔

"یہ لو!"

"کیا ہے؟"

"تمہارے چھ سو روپے۔"

www.pklibrary.net

وہ چونک کر اندھیرے میں گھورنے لگا۔ بڑے غور سے کبھی صباحت کے چہرے کو اور کبھی اس کے ہاتھ کو تکنے لگا۔ وہ نظر آ رہی تھی۔ روپے بھی نظر آ رہے تھے۔ اب پہلے جیسی تاریکی نہیں تھی۔ نہ جانے کہاں سے روشنی چھپ چھپ کر آ رہی تھی۔

اس نے روپے کی بجائے صباحت کے ہاتھ کو دونوں ہاتھوں سے تھام لیا اور بڑی نرمی سے بولا۔

"بیٹھو.....!"

صباحت نے ایک جھٹکے سے ہاتھ چھڑا لیا۔ نوٹ ان کے درمیان بکھر گئے اور وہ دونوں ہاتھوں سے چہرے کو ڈھانپ کر رونے لگی۔

"میں جھوٹی ہوں..... میں ہمیشہ جھوٹ بولتی رہی..... آج اس جھوٹ نے مجھے چوری سکھا دی۔ پھر یہ چوری مجھے نہ جانے اور کون سے جرم پر مجبور کر دیتی مجھے معاف کر دو فرید..... مجھے معاف کر دو؟"

وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ فرید نے اس کے دونوں بازوؤں کو تھام کر کہا۔

"چپ ہو جاؤ صباحت.....! ہم دونوں ہی جھوٹے ہیں۔ ہیں نہیں تھے..... اب تو سچ بول رہے ہیں۔ چپ ہو جاؤ۔ آؤ یہاں بیٹھو۔"

وہ اسے کھینچتا ہوا صوفے تک لے آیا۔ مگر اس کے آنسو نہیں رک رہے تھے۔ وہ صوفے پر بیٹھتی ہوئی بولی۔

"میں..... میں نے..... تم سے صرف جھوٹ نہیں کہا بلکہ تمہیں دھوکہ بھی دیا ہے۔ میں حیدر آباد نہیں گئی تھی۔ صوفے اور ٹی وی کی قسطیں سر پر آ گئی تھیں اس لئے دن رات گھر میں بیٹھی کپڑے سیا کرتی تھی۔ ایک ڈرائنگ روم کی سلامتی کے لئے..... اس شہر کے تمام گھروں میں ایک ڈرائنگ روم ہی ایسا ہوتا ہے جسے ہم سجا بنا کر رکھتے ہیں۔ اس ڈرائنگ روم کے پیچھے کسی بھی کمرے میں جاؤ تو وہاں کی غریبی اور غلاظت دیکھ کر ابکائی آنے لگتی ہے۔ یہ بالکل درست ہے کہ آدے کا آدا ہی بگڑا ہوا ہے۔ شکیلہ بار بار کپڑوں کا رنگ بدلتی ہے۔ رضوانہ بھائی کی منتیں کر کے گیراج سے کار نکال لاتی ہے اور میں کارخانے سے جو نئے نئے کپڑے لاتی ہوں۔ انہیں سینے کے بعد پہلے خود پہنتی ہوں ان پر داغ دھبہ لگنے نہیں دیتی۔ دوسرے دن ان پر استری چلا کر کارخانے پہنچا دیتی ہوں۔

www.pklibrary.net

"میں نے بڑے جتن کیے۔ میں نے بڑی محنت کی لیکن اتنا ہی پایا' جتنی محنت کی آج کے بعد اگر چوری سیکھ لیتی تو یقیناً جلد ہی کسی کوٹھی کی مالکہ بن جاتی۔ مگر میں انسانیت سے گر کر اونچے مقام تک پہنچنا نہیں چاہتی میں ایک یتیم لڑکی ہوں۔ میرے ماں باپ نہیں ہیں۔ کوئی بھائی مسقط میں نہیں رہتا۔ میری خالہ نے میری پرورش کی ہے۔ میری اور حمیدہ کی محنتوں سے وہ گھر چلتا ہے۔ کارخانہ جاتے وقت صرف حمیدہ برقع نہیں پہنتی۔ میں بھی پہنتی ہوں۔ کئی بار میں تمہارے سامنے سے گذری مگر تم نے مجھے حمیدہ سمجھ کر نظرانداز کردیا۔

"ایک روز تم نے کہا تھا کہ جو عورت میدانِ عمل آتی ہے کارخانوں' ملوں اور دوسرے کاروباری اداروں میں کام کرتی ہے اسے پردہ نہیں کرنا چاہئے۔ آج میں کہتی ہوں کہ پردہ کرنا چاہئے۔ مجھ جیسی عورتیں یہ برداشت نہیں کرسکتیں کہ جس اونچی سوسائٹی میں ہم بیٹھتے ہیں اس سوسائٹی کے لوگ ہمیں پیدل چلتے یا بسوں میں سفر کرتے ہوئے دیکھیں..... تم نے بھی مجھے بارہا پیدل چلتے اور بسوں میں چڑھتے ہوئے دیکھا لیکن پہچان نہ سکے۔ برقع بہت اچھی چیز ہے۔ یہ غریبی اور محتاجی کو چھپاتا ہے۔ اندر پھٹے پرانے کپڑے ہوں تو اوپر سے نظر نہیں آتے۔ کریم' پاؤڈر اور لپ اسٹک وغیرہ کی بچت ہوتی ہے نقاب کے پیچھے کوئی نہیں جھانکتا۔ یہ برقع اونچے طبقہ اور متوسط طبقہ کے درمیان ایک پردہ ہے۔ بڑا ہی رازدار اور بڑا ہی غریب نواز پردہ ہے حالانکہ صاف اور سچی تہذیب کو کبھی چھپنے کی حاجت نہیں ہوتی۔ برقع کی ضرورت صرف پھٹی پرانی تہذیب کو ہوتی ہے..... اور آج سے میں اس پردے کو ہمیشہ کے لئے ختم کردوں گی۔"

فریڈ نے خوش ہو کر کہا۔

"ہاں۔ نہ پردہ ہوگا' نہ ہم اپنے اصلی چہرے چھپائیں گے۔ میں ابھی اس الجھن میں مبتلا تھا کہ کس طرح تم پر اپنی اصلیت ظاہر کردوں۔ میں ایک معمولی اکاؤنٹنٹ ہوں۔ میری تنخواہ ساڑھے پانچ سو روپے ہے؟"

"اور مجھے ہر ماہ چھ سو روپے ملتے ہیں۔" صباحت نے کہا۔

"اچھا تو سب ملا کر ساڑھے گیارہ سو روپے ہوئے ناں؟"

"ہاں..... ہم دونوں مل کر..... ساڑھے گیارہ سو....."

www.pklibrary.net

فرید نے بچوں کی طرح خوش ہو کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے صوفے سے اٹھا کر بولا۔

"ادھر آؤ صباحت..... میں بہت دیر سے محسوس کر رہا ہوں کہ ہمارے اندھیرے گھر میں روشنی ہو رہی ہے۔ وہ دیکھو..... ادھر آؤ.....!" وہ اسے کھینچتا ہوا کمرے سے آنگن میں لے آیا۔ "ہم خواہ مخواہ عالیشان کوٹھیوں کے باغیچوں میں بھٹکتے رہے۔ چاندنی تو ہمارے آنگن میں بھی ہے۔"

"ہاں..... یہ صاف اور سچی چاندنی ہمارے دلوں میں بھی ہے۔"

"اور..... اب ہم وہ اجنبی نہیں ہیں جو چاندنی راتوں میں بھٹک جاتے ہیں۔"

صباحت کی آنکھوں میں زندہ مسرتوں کی چمک پیدا ہوئی۔ وہ زیر لب مسکرائی۔ ذرا گردن جھکائی پھر بڑے پیار سے اپنا سر اس کے سینے پر رکھ دیا۔

☆======☆======☆